ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

10

شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

اکتوبر 2002ء

متحدہ مجلس عمل

مرگ امید کے آثار

جعلی نبوت کی اصلی کہانی

بیاد

سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

آغا شورش کاشمیری رحمہ اللہ

خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

تیل پر تیلیوں کی جنگ

چہ دلاور است دزدے.....!

اخبار الاحرار

قرشی

جوہر جوشاندہ

قدرتی جڑی بوٹیوں سے بنا قرشی کا جوہر جوشاندہ فلو، نزلہ اور زکام کی کیفیت میں فوری آرام پہنچاتا ہے۔

ایلوپیتھک دواؤں کے مضر اثرات سے پاک، محفوظ و مؤثر جوہر جوشاندہ خاندان کے ہر فرد کے لیے یکساں مفید ہے۔

ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ ملا کر استعمال کیجئے۔

فلو، نزلہ یا زکام پہنچائے فوری آرام

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

Regd:M.No.32

شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
اکتوبر 2002ء

جلد ۱۳ | شمارہ ۱۰ | قیمت ۱۵ روپے

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت، خطیب بنی ہاشم، محسن احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

اداریہ: ---- متحدہ مجلس عمل.... مرگِ اُمید کے آثار! مدیر ۲

دین و دانش: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ .... زبیر احمد خالد ۵

// // ---- نفس..... شیطان کا معاون .... حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری ۱۱

افکار: ---- تیل پر تیلیوں کی جنگ .... محمد احمد حافظ ۱۳

شخصیت: --- سید ابوذر بخاریؒ... اک ضرب یداللّٰھی سید عطاء المحسن بخاریؒ ۱۷

// // --- شورش کاشمیری..... کچھ بھولی بسری باتیں شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی --- ۲۰

نقد و نظر: --- ''میں غلام سرور قادری ہوں'' .... اقرار فکری ۲۲

ردّ قادیانیت: بچہ دلاور است دزدے.....! .... سید یونس الحسنی ۲۳

// // --- اکابر اسلام اور قادیانیت (قسط نمبر 8) پروفیسر خالد شبیر احمد ۲۶

// // --- جعلی نبوت کی اصلی کہانی (قسط اول) --- الشیخ عبداللہ ابن السبیل ۳۳

طنز و مزاح: زبان میری ہے بات ان کی .... ساغر اقبالی ۴۱

حسنِ انتقاد: تبصرۂ کتب .... ادارہ ۴۳

شاعری: امیرِ شریعت رحمہ اللہ (پروفیسر تاثیر وجدان) / ہم نے تو زیست اپنی.... (سید کاشف گیلانی) ۴۸

اخبار الاحرار: رہنمایانِ احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں ادارہ ۵۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ
سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ
محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک 150 روپے
بیرون ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-511961

تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام، پاکستان

متحدہ مجلس عمل......مَرگِ اُمیّد کے آثار!

''متحدہ مجلس عمل'' پاکستان کی چھے دینی وسیاسی جماعتوں پر مشتمل اتحاد ہے۔ جمعیت علماء اسلام (ف)، جمعیت علماء اسلام (س) جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی، مرکزی جمعیت اہلحدیث اور کالعدم تحریک جعفریہ کی متبادل ''اسلامی تحریک'' اتحاد میں شامل ہیں۔ مجلس عمل کے رہنماؤں علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمٰن، قاضی حسین احمد، مولانا سمیع الحق، پروفیسر ساجد میر اور ساجد نقوی نے متعدد بار مختلف مقامات پر اپنے مشترکہ بیانات میں فرمایا ہے کہ

''متحدہ مجلس عمل، برصغیر کی تاریخ میں، پہلا سیاسی اتحاد ہے، جس میں تمام مکاتب فکر کی نمائندہ مذہبی وسیاسی جماعتیں شامل ہیں۔ یہ اتحاد سیکولر قوتوں کے لیے ایک چیلنج ہے اور مجلس عمل آئندہ عام انتخابات میں تاریخ ساز کامیابی حاصل کرے گی۔ سیکولر قوتوں کو عبرت ناک شکست ہوگی''۔

پہلی بات تو تاریخی طور پر غلط ہے۔ مجلس عمل دینی جماعتوں کا پہلا اتحاد نہیں بلکہ ۱۹۵۳ء کی مقدس تحریک تحفظ ختم نبوت بھی مجلس عمل ہی نے برپا کی تھی، جس میں تمام مکاتب فکر کی نمائندہ جماعتیں شامل تھیں۔ البتہ انتخابات کے حوالے سے اِسے پہلا مذہبی وسیاسی اتحاد تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ ''متحدہ مجلس عمل'' پاکستانی عوام کی خاموش اور مجبور دینی اکثریت کی نمائندہ اور سیکولر قوتوں کے اقلیتی گروہ کے لیے چیلنج بن سکتی تھی اور انتخابات میں واضح نہیں تو قابل ذکر کامیابی بھی حاصل کرسکتی تھی مگر......! اے کاش! ایسا ہوتا......اتحاد کا یہ عنوان آغاز میں یقیناً عوام کے لیے امید کی نئی کرن تھا۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مرگِ اُمید کے آثار واضح ہورہے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں مجلس احرار اسلام نے پاکستان کی تمام دینی جماعتوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی ایمانی قدر مشترک پر جمع کرکے ایسی عظیم الشان تحریک برپا کی تھی کہ مسلم لیگ کی سیکولر حکومت اپنے تمام تر استبدادی، ظالمانہ اور متشددانہ ہتھکنڈوں کو بروئے کار لانے کے باوجود اور دس ہزار مسلمانوں کو ''امپورٹڈ'' گولیوں سے شہید کرنے کے باوجود عوام کے دلوں سے تحفظ ختم نبوت کا جذبہ نکال سکی اور نہ سرد کرسکی۔ وقتی طور پر خواجہ ناظم الدین اور دولتانہ نے تحریک کو تشدد کے ذریعے دبا دیا مگر ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے تاریخی فیصلے نے عوام کے جذبات اور تحریک کے زندہ ہونے کا عملی ثبوت فراہم کیا......۱۹۷۷ء میں ''پاکستان قومی اتحاد'' بنا تو اتحاد کی نو جماعتوں میں چار دینی جماعتیں شامل تھیں۔ عوام نے اتحاد پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے بے مثال قربانیاں دیں اور تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اس کامیابی کی دیگر وجوہات میں سے بڑی وجہ مولانا مفتی محمود مرحوم کی قیادت پر عوام کا اعتماد تھا۔ پھر اتحاد ٹوٹا تو عوام کے دل بھی ٹوٹ گئے۔ اعتماد مجروح ہوا اور مایوسی کے بادل ایسے چھائے کہ آج تک ویسی تحریک چلی نہ عوام کا قومی قیادت پر اعتماد بحال ہوا۔

اب مجلس عمل کی حالت بھی امید افزا نظر نہیں آتی۔ مجلس عمل، عملی طور پر غیر مؤثر ثابت ہورہی ہے۔ عوام نے ان سے جو

امیدیں وابستہ کی تھیں، انہیں مجلس عمل کی بعض پالیسیوں اور قائدین کے بعض اقدامات و بیانات نے حزن و یاس کی کیفیتوں میں بدل دیا ہے۔اور عوام زبانِ حال میں کہہ رہے ہیں۔ ؎

دور تک کوئی ستارہ ہے نہ جگنو
مرگِ اُمید کے آثار نظر آتے ہیں

بعض حلقوں میں غیر مؤثر امیدواروں کو ٹکٹ دیا گیا۔کہیں ایڈجسٹمنٹ کی حکمت عملی نے نقصان پہنچایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انتخابات سے قبل ہی مجلس عمل اختلاف کا شکار ہوگئی۔

محترم قاضی حسین احمد کی جنرل پرویز مشرف سے طویل ملاقات اور تفصیلات......ندارد؟ پروفیسر ساجد میر صاحب کی تنہا پرواز اور مجلس عمل کے اسٹیج سے مکمل غیر حاضری......؟ خصوصاً اُن کا یہ بیان مجلس عمل کی ساری محنت پر سیاسی بم بن کر گرا کہ......

’’قاضی حسین احمد اور علامہ شاہ احمد نورانی کے فوج سے رابطے ہیں۔وہ ہمیں اعتماد میں لئے بغیر جرنیلوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔مجلس عمل میں شامل دوسری جماعتوں نے مختلف حلقوں میں دیگر جماعتوں سے ایڈجسٹمنٹ کی ہے اور میری مسلم لیگ (ن) سے ایڈجسٹمنٹ پر مجلس عمل کو اعتراض ہے۔جب تک قاضی اور نورانی معافی نہیں مانگتے، میں مجلس عمل کے اجلاسوں میں شریک نہیں ہوں گا۔مجلس عمل میرے بغیر نہیں چل سکتی............‘‘

پروفیسر ساجد میر صاحب، نواز شریف کے پرانے حلیف ہیں، اور ان کے نزدیک مجلس عمل کی حیثیت ثانوی ہے۔

فرمایئے! اس بیان کے بعد متحدہ مجلس عمل کو عوام کا خاک اعتماد حاصل ہوگا۔پھر اکثر مقامات پر ہر جماعت اپنے اپنے امیدوار کی انتخابی مہم چلانے اور صرف اسے ہی کامیاب کرانے کی سعیٔ لاحاصل میں سرگرم و مصروف ہے۔لوگ سوال کرتے ہیں کہ جو اتحاد انتخاب سے پہلے انتشار سے دوچار ہے۔انتخاب کے بعد کیا گل کھلائے گا؟

مجلس احرار اسلام اور تنظیم اسلامی دونوں جماعتیں نفاذِ اسلام کے لیے غیر انتخابی جدوجہد پر یقین رکھتی ہیں۔اس کے باوجود دونوں جماعتوں کے سربراہوں، سید عطاء المہیمن بخاری اور محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی اپنی جماعت کی مجلس شوریٰ کے اجلاسوں میں بعض تحفظات کے ساتھ مجلس عمل کی اخلاقی حمایت کا فیصلہ کیا ہے۔اسی طرح ملک میں دیگر کئی دینی تنظیمیں ہیں، جن کے کارکنوں کی ایک قابل ذکر تعداد ہے۔ان کی ہمدردیاں بھی مجلس عمل کے ساتھ ہیں۔مگر متحدہ مجلس عمل کی قابل احترام قیادت نے انا و لاغیری کے مصداق اپنی حمایت کرنے والی جماعتوں کا شکریہ تو کیا ادا کرنا تھا، اُن سے ووٹ حاصل کرنے کے لیے رابطہ نہیں کیا تھا......شاید وہ اپنی تاریخی اور شاندار کامیابی کے بعد اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے زعم میں مبتلا ہیں۔حالانکہ یہ ایک خواب ہے جو انتخابی دھماکے کے ساتھ ہی کرچی کرچی ہوجائے گا۔

عربی کے ایک شعر کا ترجمہ ہے: ’’غبار چھٹ جانے دو، تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر‘‘

ملکی تاریخ میں یہ پہلے انتخابات ہیں جن میں امیدوار اور ووٹر دونوں غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہیں۔پھیکی پھیکی انتخابی مہم سے عوام کی عدم دلچسپی کا اظہار نمایاں ہے۔عوام ووٹ کا حق استعمال کرنے میں ابھی تک غیر سنجیدہ ہیں۔یہ بات زبان زد

عام ہے کہ فیصلے ''اوپر'' والوں نے کرنے ہیں اور ہمارے ووٹ کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ نتیجتاً ووٹ کی شرح بھی انتہائی کم ہوگی۔ حکومت نے ایسی صورت حال پیدا کردی ہے کہ امیدوار اور ووٹر ابھی تک ایک دوسرے سے متعارف نہیں ہوسکے۔ کئی حلقوں میں ابھی تک امیدوار تشریف ہی نہیں لے جاسکے۔ کنگز پارٹیوں کے لیڈروں کے بیانات سے لگتا ہے حکومت انہی کی بنے گی۔ یہی دعویٰ کئی ''ق'' پارٹیاں بھی کررہی ہیں۔ طاہر القادری، عمران خان اور چودھری پرویز الٰہی وزیر اعظم بننے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان کا کہنا ہے کہ ''حکومت نے انتخابات میں دھاندلی کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں''۔ نواز شریف اور بے نظیر پارٹی سربراہ ہونے کے باوجود انتخابی اکھاڑے سے باہر کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ پرویز مشرف کہتے ہیں ''اب پاکستان میں حقیقی جمہوریت آئے گی'' کیونکہ صدر پاکستان کی حیثیت سے منتخب اسمبلیاں توڑنا ایک لمحے کا کھیل ہوگا۔ مجلس عمل کے رہنما کہتے ہیں'' حکومت ہم بنائیں گے''۔ ان سادہ اور بھولے بزرگوں کو کون سمجھائے کہ اگر حکومت آپ کو ملنی ہوتی تو طالبان کی حکومت ختم نہ ہوتی۔ پیپلز پارٹی کا ووٹ اٹل ہے اور وہ بھٹو کا ووٹ ہے۔ مسلم لیگ ''ن'' اور ''ق'' دونوں مجلس عمل کا مذہبی ووٹ خراب کریں گی اور کہیں مجلس عمل ''ق''، ''ن'' کا ووٹ توڑے گی۔ البتہ سرحد، بلوچستان میں مولانا فضل الرحمٰن کی محنت قابل ستائش ہے اور گمان یہی ہے کہ پرو طالبان ووٹ جے یو آئی کے امیدواروں کو ملے گا اور وہ کچھ نہ کچھ سیٹیں وہاں سے ضرور جیتیں گے۔ لیکن حکومت ایسی بے اختیار ''پی اے پاس اسمبلی'' معرض وجود میں لانا چاہتی ہے جسے سدھانے، چلانے اور اس سے ''حسب منشا'' کام نکلوانے میں اسے کوئی دقت پیش نہ آئے اور اس ''قومی فریضہ'' کی ادائیگی کے لیے مجلس عمل نہیں بلکہ پی پی پی اور مسلم لیگ ہی بہتر خدمات انجام دے سکتی ہیں۔ وہ پہلے بھی تین عشروں سے یہ خدمات انجام دیتی چلی آرہی ہیں۔ پھر سیدھی اور سادی بات یہ ہے کہ ''رضا کارانِ امریکہ و برطانیہ'' کو بھی یہی لوگ سوٹ کرتے ہیں کہ ان سے معاملہ طے کرنے میں آسانی ہے۔

مجلس احرار اسلام آج بھی اپنی اس فکر پر پوری استقامت کے ساتھ قائم ہے کہ جمہوریت ایک کافرانہ نظام ہے، یہ عوام کے ساتھ سب سے بڑا دھوکہ اور فراڈ ہے۔ اس کے ذریعے اسلام آسکتا ہے، نہ ملک وقوم کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ یہ دنیا کا ناکام ترین نظام حکومت ہے۔ احرار کارکن انتخابی مہم کا حصہ نہیں بنیں گے۔ مجلس عمل میں شامل جماعتوں کا مؤقف یہ ہے کہ انتخابی میدان کو بے دینوں کے لیے خالی چھوڑنا ملک وقوم کے لیے نقصان دہ ہے۔ اگر ہم ان کے فلسفے کو تسلیم بھی کرلیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انتخابی میدان میں آنے کے یہی انداز ہیں۔ انتخاب سے پہلے ہی انتشار و اختلاف کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ میدان میں اترنا ہے تو پھر متحد ہوکر اتریئے اور استقامت اختیار کیجئے۔ پھر بھی انتخابات کے ذریعے اسلام نہیں آئے گا۔ البتہ اسمبلی کے فورم پر بے دینوں کے مقابلے میں کچھ رکاوٹیں ضرور کھڑی کی جاسکیں گی۔ تاہم قائدین مجلس عمل انتخابات کے ذریعے نفاذ اسلام کا شوق پورا کرلیں اور یہ شوق بھی آخری ہی معلوم ہوتا ہے۔ مجلس عمل نے جن حلقوں میں علماء کو امیدوار نامزد کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام کے کارکن مجلس عمل کے فطری حلیف ہونے کے ناطے ایسے امیدواروں کی اخلاقی حمایت کریں گے۔ صرف اس لیے کہ انتخابات کا غبار چھٹ جانے، انتخابی بھوت سر سے اتر جانے اور انتخابی سیاست کا ''شوق'' پورا ہونے کے بعد بہرحال ہمیں پھر انہی دوستوں سے مل کر پاکستان میں نفاذ واستحکام اسلام کی جدوجہد کرنا ہے۔

زبیر احمد خالد

خلیفۂ راشد، عادل، برحق، امیر المؤمنین

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عالم اسلام کی ان چندگنی چنی ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کے احسان سے یہ امت مسلمہ سبکدوش نہیں ہوسکتی۔ آپ ان چند کبار صحابہ میں سے ہیں جن کو سید الاولین والآخرین سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں مسلسل حاضری اور اللہ رب العزت کی جانب سے نازل شدہ وحی کو لکھنے کا شرف حاصل تھا۔ پھر آپ اسلامی دنیا میں وہ مظلوم ہستی ہیں جن کی خوبیوں اور ذاتی محاسن و کمالات کو نہ صرف نظرانداز کیا گیا بلکہ ان کو چھپانے کی مکمل کوشش کی گئی اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ آپ پر بے بنیاد الزمات کی بوچھاڑ کی گئی، آپ سے متعلق ایسی باتیں بنائی گئیں اور ان کو پھیلایا گیا جن کا کسی عام صحابی تو در کنار کسی شریف انسان سے ہونا ناممکن اور بعید از عقل ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جس شد و مد کے ساتھ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کیا گیا جس کی وجہ سے آپ کا وہ حسین ذاتی کردار، آپ کے اوصاف حمیدہ اور کمالات نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ جو سید الاولین والاخرین سرکار دو عالم ﷺ کے فیض صحبت سے پیدا ہوئے تھے۔ سیدنا امیر معاویہؓ جو حضور اندس ﷺ کے منظور نظر تھے آپ کئی سال تک کتابت وحی کے نازک فرائض سرانجام دیتے رہے اور حضور اقدس ﷺ سے علم و عمل کے لیے دعائیں لیتے رہے۔ آپ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ہی اپنی قائدانہ صلاحیت کا لوہا منوایا۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے بحری بیڑہ تیار کیا، اپنی عمر کا ایک حصہ رومیوں کے خلاف جہاد میں گزارا، ہر مرتبہ دشمن کو لوہے کے چنے چبوائے۔ مگر افسوس! کہ آج دنیائے اسلام بھی ان کو فراموش کر چکی ہے۔

ابتدائی حالات: سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد سیدنا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے اپنے خاندان میں ایک ممتاز مقام کے مالک تھے اپنے قبیلے کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے فتح مکہ کے روز آپ مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کے اسلام قبول کرنے سے نبی کریم ﷺ کو بے حد خوشی ہوئی اور حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا، اسے امن دے دیا جائے گا۔

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ آپ اپنی قوم کے سردار تھے۔ آپ کے حکم کی اطاعت کی جاتی تھی۔ آپ کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رہے اور غزوہ حنین اور غزوہ یرموک میں شرکت فرمائی اور ۳۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ برس پہلے ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ میں بہادری، شجاعت اور قائدانہ صلاحیت کے آثار نمایاں تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ ابھی نوعمری ہی میں تھے، آپ کے

والد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا ''میرا بیٹا بڑے سر والا اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے''۔ آپ کی والدہ ہندہ نے سنا تو فرمانے لگیں ''فقط اپنی قوم کا، میں اس کا ماتم کروں، اگر یہ پورے عالم عرب کی قیادت نہ کرے'' (الاصابہ) اسی طرح ایک مرتبہ عرب کے ایک قیافہ شناس نے آپ کو دیکھا اور کہنے لگا ''میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار بنے گا۔

قبول اسلام: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظاہری طور پر تو فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے مگر حقیقت میں آپ اس سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے مگر بعض مجبوریوں کی بنا پر اسلام ظاہر نہ فرمایا تھا۔ مشہور مؤرخ علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہؓ نے صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ مگر آپ نے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا اور فتح مکہ کے روز ظاہر فرمایا ۔ علامہ ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں ''عمرۃ القضا سے پہلے اسلام لے آیا تھا مگر مدینہ طیبہ جانے سے ڈرتا تھا''۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بدر، احد، خندق اور غزوہ حدیبیہ میں آپ کفار کی جانب سے شریک نہ ہوئے۔ حالانکہ اس وقت آپ جوان تھے۔ آپ کے والد سالار کی حیثیت سے شریک ہو رہے تھے۔ آپ کے ہم عمر نوجوان بڑھ چڑھ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔ ان تمام باتوں کے باوجود آپ کا شریک نہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلام کی حقانیت ابتداء ہی سے آپ کے دل میں گھر کر چکی تھی۔ اسلام لانے کے بعد آپ مستقلاً حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے اور اس مقدس جماعت کے رکن رکین بن گئے۔ جسے سرکار دو عالم ﷺ نے کتابت وحی کے لیے مامور فرمایا تھا ۔ چنانچہ وحی حضور ﷺ پر نازل ہوتی۔ آپ اسے قلم بند فرماتے، جو خطوط احکامات و فرامین سرکار دو عالم ﷺ کے دربار سے جاری ہوتے، انہیں بھی تحریر فرماتے، وحی خداوندی لکھنے کی وجہ سے آپ کو کاتب وحی بھی کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کے کاتبین میں، سب سے زیادہ خدمت اقدس میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر رہتے۔ ان کے بعد دوسرا درجہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔ یہ دونوں حضرات دن رات آپ ﷺ کی خدمت میں رہتے۔ اس کے سوا اور کسی کام میں مصروف نہیں ہوتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں کتابت وحی کا کام جتنا نازک تھا اور اس کے لیے جس احساس ذمہ داری، امانت و دیانت اور علم و فہم کی ضرورت تھی، وہ محتاج بیان نہیں۔

ایک مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ نے آپ کو دعا دی اور فرمایا: **اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدیا۔** ''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے''۔ ایک دوسرے موقع پر دعا دیتے ہوئے فرمایا **اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب و قہ العذاب.** اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب کا علم عطاء فرما اور عذاب سے اس کی حفاظت فرما نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی خلافت و امارت کی پیشین گوئی فرمائی، اور دعا بھی فرمائی تھی، نیز سیدنا امیر معاویہؓ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے لیے وضو کا پانی لے کر کھڑا تھا آپ ﷺ

نے پانی سے وضوفرمایا وضو کے بعد میری طرف دیکھا اور فرمایا اے معاویہ! اگر آپ کو حکومت دی جائے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور انصاف کرنا ان روایات سے صاف واضح ہے کہ سیدنا امیر معاویہؓ کو دربار نبوت میں کیا مرتبہ اور مقام حاصل تھا اور حضور اقدس ﷺ کتنی محبت فرماتے تھے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور حضرت امیر معاویہؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے معاویہؓ تمہارے جسم کا کون حصہ میرے جسم کے ساتھ مل رہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا پیٹ اور سینہ آپ کے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے دعا دی۔ **اللھم املاہ علماً**۔ اے اللہ اس کو علم سے بھر دے۔ ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہؓ کی برائی کی گئی تو سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ قریش کے اس نوجوان کی برائی مت کرو، جو غصہ کے وقت ہنستا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے بغیر اسکی رضامندی کے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے سر کی چیز کو حاصل کرنا چاہو تو اس کے قدموں پر جھکنا پڑے گا (یعنی انتہائی غیور و شجاع)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپؓ نے فرمایا۔ تم میرے بعد آپس میں فرقہ بندی سے بچو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو جان لو کہ معاویہؓ شام میں موجود ہیں۔ نیز آپؓ کے متعلق سیدنا عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے۔ تم قیصر و کسریٰ اور ان کی سیاست کی تعریف کرتے ہو۔ حالانکہ خود تم میں معاویہ موجود ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی نظر میں آپؓ کا مرتبہ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے آپ کے بھائی یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے انتقال کے بعد آپ کو شام کا گورنر مقرر کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے گورنروں اور والیوں کے تقرر کے معاملہ میں انتہائی محتاط تھے اور جب تک کسی شخص پر مکمل اطمینان نہ ہو جاتا اسے کسی مقام اور علاقہ کا امیر مقرر نہ کرتے تھے پھر جس شخص کو گورنر بناتے اس کی پوری نگرانی فرماتے اور جب کبھی معیار مطلوب سے فروز محسوس ہوتا اسے معزول فرما دیتے تھے ان کا آپ کو شام کا گورنر مقرر کرنا اور وصال تک انہیں اس عہدے پر باقی رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کو آپ پر مکمل اعتماد تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا، وہ بھی آپ پر مکمل اعتماد کرتے تھے۔ تمام اہم معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے اور اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بھی آپ کو شام کی گورنری کے عہدہ پر نہ صرف باقی رکھا بلکہ اس کے ساتھ آس پاس کے دوسرے علاقوں اردن حمص اور فلسطین وغیرہ بھی آپ کے ماتحت گورنری میں دے دیئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک فقہی مسئلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ **انہ فقیہ** یقیناً معاویہؓ فقیہہ ہیں (جو کچھ انہوں نے کیا اپنے علم و فقہ کی بناء پر کیا ہوگا) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے جواب میں فرمایا۔ **انہ قد صحب رسول اللہ** ﷺ۔ کہ معاویہؓ نے حضور اقدس ﷺ کی صحبت کا شرف اٹھایا ہے اس لیے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول مشہور ہے **ما رایت اخلق للملک من معاویة** کہ میں نے معاویہؓ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کے لائق کسی کو نہ پایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عمیر بن سعدؓ کو حمص کی گورنری سے معزول کر دیا اور

ان جگہ حضرت معاویہؓ کو مقرر کیا تو کچھ لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ حضرت عمیرؓ نے انہیں سختی سے ڈانٹا اور فرمایا کہ معاویہؓ کا صرف بھلائی کے ساتھ ذکر کرو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ان کے متعلق یہ دعا دیتے ہوئے سنا ہے، اے اللہ! اس کے ذریعہ سے ہدایت عطا فرما۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سرداری کے لائق کوئی آدمی نہیں پایا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، فرمایا کرتے تھے، میں نے حضرت عثمان غنیؓ کے بعد کسی کو معاویہؓ سے بڑھ کر حق کا فیصلہ کرنے والا نہیں پایا۔ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سے ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا۔ کہ یہ بتلائیے کہ سیدنا امیر معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں کون افضل ہے؟ سوال کرنے والے نے ایک جانب ایک صحابی کو رکھا جس پر طرح طرح کے اعتراضات کئے گئے تھے اور دوسری طرف اس جلیل القدر تابعی کو جس کی جلالت شان پر تمام امت کا اتفاق۔ یہ سوال سن کر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ غصہ میں آ گئے اور فرمایا۔ تم ان دونوں کی آپس میں نسبت پوچھتے ہو خدا کی قسم۔ وہ مٹی جو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک کے سوراخ میں چلی گئی تھی وہ بھی عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور حکومت میں کبھی کسی کو کوڑوں سے سزا نہیں دی مگر ایک شخص نے سیدنا امیر معاویہؓ پر زبان درازی کی تھی اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم دیا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں۔

حلیہ و سیرت: آپ ایک وجیہہ اور خوبصورت انسان تھے رنگ گورا تھا اور چہرے پر وقار اور بردباری تھی۔ حضرت مسلمؒ فرماتے ہیں کہ معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔ اس ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے آپ کو سیرت کی خوبیوں سے بھی نوازا تھا چنانچہ ایک بہترین عادل حکمران میں جو اوصاف ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب آپ کی ذات میں موجود تھے۔

حکمرانی: حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوا۔ آپؓ نے سیدنا عثمان غنیؓ کے زمانہ میں ہی بحری فوج تیار کی تھی اور عبداللہ بن قیس حارثیؓ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔ اپنے عہد حکومت میں انہوں نے بحری فوج کو ترقی دی۔ مصر اور شام کے ساحلی علاقوں میں بہت سے جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔ چنانچہ ایک ہزار سات سو جنگی جہاز رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہتے تھے بحری فوج کے کمانڈر جنادہ بن ابی امیہؓ تھے اس عظیم الشان بحری طاقت سے آپ نے قبرص، روڈس جیسے اہم یونانی جزیرے فتح کئے اور اسی بحری بیڑہ سے قسطنطنیہ کے حملہ میں بھی کام لیا ڈاک کا محکمہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں قائم ہو چکا تھا آپ نے اس کی تنظیم و توسیع فرمائی اور تمام حدود سلطنت میں اس کا جال بچھا دیا، اپنا نیا محکمہ ''دیوان خاتم'' کے نام سے قائم فرمایا، خانہ کعبہ کی خدمت کے لیے متعدد غلام مقرر فرمائے اور دیبا حریر کا بہترین غلاف بھی بیت اللہ پر چڑھایا۔ آپ اکتالیس سال امیر رہے۔ علامہ ابن کثیرؒ آپ کے عہد خلافت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''آپ کے دورِ حکومت میں جہاد کا سلسلہ قائم رہا۔ اللہ کا حکم بلند ہوتا رہا اور مالِ غنیمت سلطنت کے اطراف سے بیت المال میں آتا رہا اور مسلمانوں نے راحت و آرام اور عدل و انصاف سے زندگی بسر کی۔ آپ کا دورِ حکومت ہر اعتبار سے ایک کامیاب دور شمار کیا جاتا ہے آپ کے دور میں مسلمان خوش حال رہے اور انہوں نے امن و چین کی زندگی گزاری آپ نے، رعایا کی بہتری اور دیکھ بھال کے لیے متعدد اقدامات کئے جن میں سے ایک انتظام آپ نے یہ کیا کہ ہر قبیلہ اور قصبہ میں آدمی مقرر کئے جو ہر خاندان میں گشت کر کے یہ معلوم کرتے کہ کوئی بچہ تو پیدا نہیں ہوا یا کوئی مہمان باہر سے آ کر تو یہاں نہیں ٹھہرا۔ اگر کسی بچہ کی پیدائش یا کسی مہمان کی آمد کا علم ہوتا تو اس کا نام لکھ لیتے اور پھر بیت المال سے اس کے لیے وظیفہ جاری کر دیا جاتا تھا''۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ''حضرت معاویہؓ کا اپنی رعایا کے ساتھ برتاؤ بہترین حکمران کا برتاؤ تھا اور آپ کی رعایا آپ سے محبت کرتی تھی''۔ حضرت ثابتؓ جو حضرت ابوسفیانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں روم کے غزوہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ شریک تھا جنگ کے دوران ایک عام سپاہی اپنی سواری سے گر پڑا اور اٹھ نہ سکا تو اس نے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا سب سے پہلے جو شخص اپنی سواری سے اتر کر اس کی مدد کو دوڑا وہ سیدنا امیر معاویہؓ تھے''۔

رافضی مؤرخ امیر علی حضرت معاویہؓ کی خلافت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''مجموعی طور پر حضرت معاویہؓ کی حکومت اندرون ملک بڑی خوشحال اور پُر امن تھی۔ خارجہ پالیسی کے لحاظ سے بڑی کامیاب تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا معاویہؓ عام مسلمانوں کے معاملات میں دل چسپی لیتے تھے ان کی شکایات کو بغور سنتے اور پھر حتی الامکان انہیں دور فرماتے تھے۔

آپ کی حکومت پر ایک اثناءعشری مؤرخ ابن طباطبا تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''سیدنا حضرت امیر معاویہؓ دینوی معاملات میں بہت ہی دانا، حلیم اور باجبروت فرمانروا تھے۔ سیاست میں کمال حاصل تھا، حلم کے موقع پر حلم اور سختی کے موقع پر سختی بھی فرماتے تھے مگر حلم بہت غالب تھا۔

سیدنا امیر معاویہؓ کا قول ہے کہ ''غصہ کے پی جانے میں جو مزہ مجھے ملتا ہے وہ کسی شے میں نہیں ملتا مگر یہ سب حلم اور بردباری اس وقت تک ہوتی ہے جب تک کہ دین اور سلطنت کے امور پر زد نہ پڑتی ہو''۔ اسی وجہ سے اگر کہیں سختی کرنے کا موقع ہوتا تو سختی بھی فرماتے اور اصول پر کسی کی مداخلت برداشت نہ فرماتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ''میں لوگوں اور ان کی زبانوں کے درمیان اس وقت تک حائل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ہمارے اور ہماری سلطنت کے درمیان حائل نہ ہونے لگیں''۔ اسی طرح ایک اور موقعہ پر سیدنا امیر معاویہؓ اصول سیاست بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا جہاں زبان کام دیتی ہے وہاں کوڑا کام میں نہیں لاتا اگر میرے اور لوگوں کے مابین بال برابر بھی تعلق قائم ہوا سے ختم نہیں ہونے دیتا جب لوگ اسے کھینچتے ہیں تو میں ڈھیل دے دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتے ہیں تو میں کھینچ لیتا ہوں''۔

وفات: آپ کی پوری زندگی علم و عمل کی زندگی تھی۔ آپ سے جتنا کچھ ہو سکا آپ نے مسلمانوں اور عوام الناس کی اصلاح اور بہبود کے لیے کام کیا اور اس کے لیے اپنی پوری زندگی خرچ کر دی۔ مگر افسوس! کہ اس کے باوجود آپ پر بے سروپا الزامات

کی بوچھاڑ کی جاتی ہے ۶۰ھ میں آپ ۷۸ سال کے تھے کہ طبیعت کچھ ناساز ہوئی پھر طبیعت خراب ہوتی چلی گئی، طبیعت کی ناسازی مرض الموت میں تبدیل ہوگئی۔ اسی مرض میں آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کا آخری خطبہ ثابت ہوا۔ ''اے لوگو! بعض کھیتیاں ایسی ہیں جن کے کٹنے کا وقت قریب آ چکا ہے۔ میں تمہارا امیر تھا، میرے بعد مجھ سے بہتر کوئی امیر نہ آئے گا، جو بھی آئے گا مجھ سے کم تر ہی ہوگا، جیسا کہ مجھ سے پہلے امیر آئے وہ مجھ سے بہتر تھے''۔ اسی خطبہ کے بعد آپ نے اپنے بیٹے یزید کو بلایا، تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت فرمائی اور فرمایا کہ ''میرے پاس ایک سرکار دو عالم ﷺ کا کپڑا ہے اور کچھ نبی کریم ﷺ کے بال مبارک اور ناخن مبارک ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کے کپڑے کو میرے کفن میں ساتھ رکھ دینا بال ناخن مبارک کو میری ناک منہ اور سجدہ کی جگہ رکھ دینا پھر ارحم الراحمین کے حوالہ کر دینا'' وصیت کے بعد مرض بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ دمشق میں ۲۲؍رجب ۶۰ھ میں علم و حلم تدبر کا یہ آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

نماز جنازہ: آپ کی نماز جنازہ حضرت ضحاک بن قیسؓ نے پڑھائی اور دمشق میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔

ایک دن عبدالمالک بن مروانؒ آپ کی قبر کے قریب سے گزرے تو کھڑے ہوگئے کافی دیر تک کھڑے رہے اور دعا خیر کرتے رہے۔ ایک آدمی نے سوال کیا۔ یہ کس کی قبر ہے؟ عبدالمالک بن مروانؒ نے جواب دیا۔ یہ اس شخص کی قبر ہے کہ ''جب وہ بولتے تو علم و تدبر سے بولتے تھے اگر خاموش ہوتے تو حلم و بردباری کی وجہ سے خاموش ہوتے تھے۔ جسے دیتے تھے تو غنی کر دیتے تھے۔ جس سے لڑتے تھے، اسے فنا کر دیتے۔

ایک افسوس ناک بات: ۲۲؍رجب کو ملت اسلامیہ کا عظیم حکمران عظیم سرمایہ ہم سے جدا ہوا اور اہل سنت غفلت کی وجہ سے ۲۲؍رجب کو کونڈوں کے عنوان سے اس ملعون رسم میں شریک ہو کر لاعلمی میں اپنے عظیم مربی و محسن، عظیم رہنما اور قائد کی موت پر جشن مناتی ہے خصوصاً اہل سنت کو عقل و شعور سے کام لینا چاہیے۔ اس رسم کو اپنے گھروں سے نکال دینا چاہیے اس ملعون رسم کی بجائے ہمیں رجب میں اپنے عظیم محسن و مربی، عظیم قائد و جرنیل و حکمران کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرنا چاہیے تاکہ نسل نو اپنے اس عظیم رہنما کے تعارف سے محروم نہ رہے۔

مضمون نگاروں سے ضروری گزارش

''نقیب ختم نبوت'' میں لکھنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین/نظمیں ہر مہینے کے پہلے ہفتے میں مرکزی دفتر کو ارسال کر دیا کریں۔ مہینے کے آخر میں کام کا بوجھ بڑھ جانے کی وجہ اُن کی درستی، چناؤ، ترتیب میں بہت دقت پیش آتی ہے۔ امید ہے، آپ آئندہ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ زید الطافکم

(مدیر)

بیان: حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
تلخیص وترتیب: جام ریاض احمد
مجلس ذکر، منعقدہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

نفس......شیطان کا معاون

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء و خاتم النبیین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین.

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلاً

''بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب کی ان سے پوچھ ہوگی''۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا اور جو کتاب نازل فرمائی۔ اس کا مقصد بھی ہدایت تھا۔ نبی ﷺ کو ہادی بنا کر بھیجا اور ہدایت کے معنی بھی ساتھ عطا فرمائے۔ تاکہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام بتائیں اور انہیں صراط مستقیم پر چلائیں۔ قیامت کے دن انسان سے تین چیزوں (کان، آنکھ اور دل) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ظاہر طور پر ہدایت حاصل کرنے کے یہی تین طریقے ہیں۔ انسان کان کے ذریعے بھی ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ مشاہدے کے ذریعے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ قلبی کیفیات کو مجتمع کرنے سے ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک چوتھی چیز عقل ہے۔ اگر آدمی فاطر العقل نہ ہو تو پھر یہ تینوں چیزیں کام آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مسئولیت کا اس لیے ذکر کیا ہے کہ بنیادی مرکز یہی تین چیزیں ہیں۔ باقی سارا جسم ان کے تابع ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کے تمام بچے اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں۔ علماء نے یہ لکھا ہے کہ جو کافروں کے بچے ہیں، ان کا کیا قصور؟ اُن پر تو شریعت لاگو ہوئی نہیں، وہ کس زمرے میں آئیں گے؟ بعض نے لکھا ہے کہ جس طرف ان کے ماں باپ گئے ہیں، وہ بھی اسی طرف جائیں گے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں وہ خدام اہل جنت ہوں گے۔ اللہ پاک انہیں جنتیوں کا خادم بنائے گا اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اللہ کے علم میں ہے کہ وہ کیا معاملہ فرمائیں گے؟

حضور اقدس کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے جوامع الکلم بنایا ہے کہ ایک بات کہتا ہوں، اس کے معنی بہت گہرے ہوتے ہیں۔ ڈوبتے جاؤ، موتی چنتے جاؤ''۔ ایک اور موقع پر فرمایا ''تمام انسانوں کی اولاد دین کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔ بگڑتی کیوں ہے؟ اس کی آپ نے خود تشریح فرمادی کہ ان کے ماں باپ ان کو یہودی، مجوسی اور نصرانی بناتے ہیں۔ جس ماحول میں بچہ پیدا ہوتا ہے، وہی ماحول اس پر اثر انداز ہوتا ہے لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کو ماحول متاثر نہیں کرتا۔ انبیاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ انبیاء کی تربیت کا تعلق براہ راست اللہ رب العزت کے تصرفات سے ہے۔ جس قسم کا ماحول آدمی کو میسر ہوتا ہے اسی قسم کی اس کی تربیت ہوگی۔ اس میں حکمت، مصلحت ونصیحت ہے۔ خصوصاً مسلمانوں کے لیے کہ مسلمان کا بچہ کیوں بگڑتا ہے۔ مسلمان کا بچہ مشرک، بدعتی، سوشلسٹ، کمیونسٹ، لبرل، جمہوریت پسند، خالص دنیا دار، سرمایہ دار، ظالم اور جابر بن جاتا ہے

۔یہ صفحات قبیحہ اس کے اندر کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دل، کان اور آنکھ کا غلط استعمال کرتا ہے۔گھریلو ماحول بچے کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔اگر گھر کا ماحول دینی ہوگا تو بچے کا رحجان مذہبی ہوگا لیکن اگر گھر کا ماحول لادین اور آزاد ہوگا تو بچے کا بگڑنا لازمی امر ہے، تب، والدین شکوہ کرتے ہیں کہ ہمارے بچے بگڑ رہے ہیں۔اس کی ایک بڑی وجہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کا گھناؤنا کردار بھی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بچے کو مسجد دکھاؤ، سات برس کا ہو جائے تو زبردستی مسجد لے جاؤ، دس برس کا بھی ہو کر اگر نماز نہ پڑھے تو اسے سزا دو''۔ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب بچہ بولنے کے قابل ہو جائے تو اسے یہ آیت یاد کراؤ۔ **وقل الحمد الله الذی لم یتخذ و لدا ولکم یکن له' شریک فی الملک ولم یکن له' ولی من الظل و کبره' تکبیرا**

حضور اقدس ﷺ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ''دو چیزوں سے پناہ مانگا کرو،ایک انسان کے شر سے اور شیطان کے شر سے''۔سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ! کیا انسان میں بھی شر موجود ہے''۔آپ نے فرمایا:''ہاں! انسان میں بھی شر موجود ہے،انسان بھی شیطان کے روپ میں اس کا ساتھی ہے''۔مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے پاس بہت زیادہ دولت تھی۔اس ملک کے چوروں نے سوچا کہ کس طرح بادشاہ کی دولت چرائی جائے؟ ایک پرانے چور نے کہا کہ کسی کمزور آدمی کو کسی طریقے سے محل بند ہونے سے قبل اس میں داخل کرادو۔اس کے اشارے پر نقب لگانا آسان ہو جائے گی۔وہ مال کی نشاندہی کرے گا۔اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔مولانا رومی اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ انسان کے اندر ایک دشمن نفس اور دوسرا شیطان ہے۔یہ دونوں مل کر انسان کو برائی کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔جب تک اس معاون کو نہیں پکڑو گے۔اس دشمن سے نہیں بچ سکتے۔نفس مشقت کو قبول نہیں کرتا۔نفس اللہ کی رضا پر چلنا قبول نہیں کرتا۔حدیث پاک میں آتا ہے جب شیطان، آدمی کو وسوسے ڈالتا ہے تو دل پر بیٹھ جاتا ہے۔جیسے جیسے مرتبے والے لوگ ہوتے ہیں۔ویسے ہی شیطان ان پر مسلط ہوتا ہے اور حدیث پاک میں ہے کہ حرمین شریفین میں تو شیطان مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے خود موجود ہوتا ہے۔شیطان وہاں بھی انسان کو وسوسے میں ڈال دیتا ہے۔

ایک مرتبہ نبی مکرم ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں۔آپ نے فرمایا ''اگر تم آخرت کی فکر کر لیتے تو تم ہنس نہ سکتے''۔حضور ﷺ کو اتنا بھی گوارا نہیں تھا کہ صحابہ کرامؓ بے مقصد ہنسیں۔آپ نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا بلکہ متبسم رہتے تھے۔

اگر ہم کان آنکھ اور دل کا استعمال ٹھیک نہیں کریں گے تو گمراہی کے قعرِ مذلت میں جا گریں گے۔اگر ہم ان ذرائع کو جائز استعمال کریں تو ہماری منزل میں کبھی بھی اندھیرا نہیں آئے گا۔اور روشنی پر چلتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہی سے محفوظ فرمائیں اور آخرت کی مسئولیت سے بچالیں،ہمیں معاف فرمادیں۔(آمین)

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

محمد احمد حافظ

تیل پر تیلیوں کی جنگ

دنیا میں اس وقت تیل پیدا کرنے والے دس بڑے ممالک ہیں۔ جن میں امریکہ، روس، سعودی عرب، عراق، چین، ناروے، وینز ویلا سرفہرست ہیں، چونکہ صنعت وحرفت کی ترقی کی وجہ سے تیل کی مانگ میں بے پناہ اضافہ ہورہا ہے۔ اس لیے بڑے ممالک تیل کے چشموں پر قبضہ کر کے سونے سے زیادہ قیمتی دولت کو ہتھیا کر اپنے قبضے میں لینا چاہتے ہیں۔ امریکہ جہاں اس وقت بقول پروفیسر شمیم اختر صاحب کے ''تیلی خاندان کی حکومت'' ہے، اس کھیل میں سب سے آگے ہے، گو کہ دنیا میں امریکہ سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والا ملک ہے مگر اتنے بڑے ملک میں کھپت کے حساب سے اس کے لیے تیل کم پڑ جاتا ہے، دوسرا یہ بھی کہ گیارہ ستمبر کے بعد سے اس کی معیشت روبہ زوال ہے۔ چنانچہ وہ اپنی معیشت کو سہارا دینے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ خوش قسمتی سے تیل کے بڑے ذخائر مسلم علاقوں میں ہیں، مثلاً سعودی عرب، قطر، عرب امارات، عراق، ایران، لیبیا، سوڈان، نائیجیریا، وسطی ایشیاء کی مسلم ریاستیں مگر بدقسمتی یہ ہے کہ اتنی قیمتی دولت پر مسلمان ملکوں کا کوئی اختیار نہیں۔ امریکہ خلیج عرب کے تیل پر تو پہلے ہی قبضہ کر کے بیٹھا ہے، وہاں تیل نکال رہا ہے، اس تیل کی قیمت بھی وہ من چاہی ادا کر رہا ہے، بعض باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ عرب ممالک کے کنوؤں سے تیل آئندہ چند سالوں میں کسی وقت ختم ہوسکتا ہے۔ اس لیے امریکہ کو اس بات کی فکر ہے کہ وہ تیل کے نئے ذخائر پر قبضہ کرے تاکہ اس کے ہاں قائم فیکٹریوں کی چمنیوں سے دھواں اٹھتا رہے اور سڑکوں پر گاڑیوں کی تیز رفتاری برقرار رہے۔ افغانستان پر امریکہ کا حملہ اسی تناظر میں تھا، وہ وسطی ایشیاء میں تیل کے ذخائر تک پہنچنا چاہتا ہے۔ عملاً اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں تیل کے بڑے ذخائر پر قبضے کے لیے امریکہ سرگرم ہے جبکہ چھوٹے ذخائر پر (مثلاً سوڈان، چاڈ، نائیجیریا وغیرہ میں) یورپی یونین کے بعض ممالک اور تیل کی عالمی کمپنیاں قبضہ کرنا چاہتی ہیں۔ امریکہ اس وقت وسطی ایشیاء اور عراق کے تیل پر قبضے کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اس کی معاونت دنیا کی بڑی تیل کمپنیاں بھی کر رہی ہیں، یوں تو افغانستان کی افادی حیثیت یہ ہے کہ وہ جغرافیائی طور پر اس راستے پر واقع ہے جہاں سے تیل کی پائپ لائن بچھائی جاسکتی ہے۔ یہ امتیازی اور افادی حیثیت بالکل اسی طرح ہے جس طرح مشرق وسطیٰ کے تیل کے برآمدی راستے پر مصر کو اہمیت حاصل ہے۔ امریکہ اور دنیا کی بڑی بڑی تیل کمپنیوں کا یہ دیرینہ خواب ہے کہ وسط ایشیاء کا تیل اور گیس کم سے کم لاگت اور سرعت کے ساتھ برآمد کیا جاسکے اور یہ خواب افغانستان کے راستے

پاکستان کی بندرگاہ کے ذریعے شرمندۂ تعبیر ہوسکتا ہے۔ طالبان کے منظر عام پر آنے کے زمانے میں وسط ایشیاء کے تیل اور گیس کے لیے سینٹ گیس کے نام سے سات کمپنیوں پر مشتمل ایک کنسورشیم قائم کیا گیا تھا، جس میں امریکہ کا یونوکیل تیل کمپنی کی قیادت میں چھے بڑی تیل کمپنیاں اور ترکمانستان کی حکومت شامل تھی۔ اس کنسورشیم کا منصوبہ ترکمانستان کے صنعتی شہر دولت آباد سے سات سو نوے میل لمبی گیس کی پائپ لائن بچھانے کا تھا جو افغانستان میں مغربی شہر ہرات اور قندھار سے ہوتی ہوئی پہلے پاکستان میں ملتان تک جاتی، اس منصوبے میں پائپ لائن کی ہندوستان میں دہلی تک اور کراچی کی بندرگاہ تک توسیع بھی شامل تھی، اس منصوبے پر لاگت کا اندازہ ایک ارب نوے کروڑ ڈالر کا تھا۔ اسی کے ساتھ قازقستان اور ازبکستان سے تیل کی نکاسی اور ترسیل بھی اس منصوبہ کا حصہ تھا۔ امریکہ کے موجودہ نائب صدر ڈک چینی نے ۱۹۹۸ء میں جب وہ ایک بڑی تیل کمپنی کا چیف ایگزیکٹو تھا، کہتا تھا کہ ''اس کے خیال میں دنیا کا کوئی علاقہ نہیں جو کیسپین کی طرح اچانک فوجی اہمیت کے علاقے کی صورت میں ابھرا ہو لیکن وہاں سے نکلنے والے تیل اور گیس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ جب تک یہ دولت برآمد نہ ہوسکے، واحد راستہ جو سیاسی اور اقتصادی طور پر دستیاب ہے، وہ افغانستان ہے''۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کیسپین اور وسط ایشیاء کے دوسرے ملکوں کے تیل اور گیس کی برآمد کے لیے افغانستان سے بہتر کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اگر اس تیل اور گیس کی ترسیل روس یا آذربائیجان کے راستے ہوتی ہے تو اس کی بدولت وسطی ایشیاء پر روس کے سیاسی اور اقتصادی اثر میں اضافہ ہوگا اور ظاہر ہے امریکہ اور مغربی ممالک یہ نہیں چاہیں گے اور نہ یہ ممالک چاہیں گے کہ تیل ایران کے راستے برآمد کیا جائے۔ اس وقت وسط ایشیاء کے تیل اور گیس کی بنیاد پر ایک طرف امریکہ اور مغربی ممالک اور دوسری طرف روس اور چین کے درمیان اقتصادی اور سیاسی اثر اور اجارہ داری کی جنگ جاری ہے۔ دنیا پر مکمل اقتصادی فوجی اور سیاسی تسلط کی خواہاں امریکی خارجہ پالیسی کا مقابلہ کرنے کے لیے چین اور روس نے گزشتہ جون میں وسط ایشیاء کی چار جمہوریتوں کو شنگھائی میں جمع کیا تھا اور نام اس اجتماع کا شنگھائی کی اقتصادی تنظیم کا دیا تھا۔ چین اور روس کی یہ کوشش ہے کہ وسط ایشیاء کے تیل اور گیس کی دولت پر امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کی پرچھائیاں نہ پڑیں اور اس دولت کی برآمد کے راستوں پر چین اور روس کی گرفت رہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے شنگھائی فائیو کے کامیاب ہونے سے قبل ہی افغانستان پر حملہ کردیا تاکہ روس اور چین وسط ایشیاء کے ذخائر کو نہ سمیٹ سکیں۔

امریکہ عراق کے تیل پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ عراق میں ایک اندازے کے مطابق ۱۱۲، ارب بیرل تیل موجود ہے۔ عراق نے تیل بیچنے کے لیے اطالوی، فرنچ، روسی، لیبیائی، الجزائری اور بھارتی تیل کمپنیوں سے معاہدے کررکھے ہیں۔ امریکہ کو ۱۱۲، ارب بیرل تیل عراق کے مختلف ملکوں کے ساتھ معاہدے ہضم نہیں ہورہے۔ عراق کے

خلاف امریکہ کے خطرناک ارادے عراق کی طرف سے معائنہ کاروں کی ٹیم کے بغداد آنے اور اپنی تنصیبات کے معائنے کی کھلی دعوت کے باوجود امریکہ کی طرف سے اس پیشکش کو یہ کہہ کر ٹھکرایا جانا کہ ''یہ بھی عراق کی ایک چال ہے'' سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکہ لازمی جنگ چاہتا ہے تاکہ وہ عراقی تیل پر قبضے میں کامیاب ہوسکے، اس سلسلے میں دنیا کی بڑی تیل کمپنیاں امریکہ کا ساتھ دے رہی ہیں۔ اس کی تصدیق سابق امریکی صدر جمی کارٹر نے بھی کی ہے۔ تیل پر قبضے کی ایک جنگ سوڈان کے جنوب میں کھیلی جارہی ہے۔ سوڈان میں تیل کے ذخائر جنوبی علاقے میں واقع ہیں۔ یہاں قبل ازیں ایک منصوبے کے تحت غیر محسوس انداز میں عیسائی لوگ آباد ہوئے، اس کے بعد انہوں نے اس علاقے پر خود مختار حکومت کرنے کے لیے سوڈان کی مرکزی حکومت سے جنگ شروع کردی، چونکہ سوڈان کو اپنا ۱۷ ارب ڈالر قرضہ چکانے کے لیے اس دولت کی اشد ضرورت ہے۔ اس لیے وہ یہاں موجود تیل کے ذخائر کو قومی خزانے میں شامل کر کے مصرف میں لانا چاہتا ہے۔ مغربی طاقتوں اور تیل کمپنیوں کی کوشش ہے کہ سوڈانی حکومت ان ذخائر کو استعمال میں نہ لاسکے تاکہ وہ محفوظ رہیں اور آئندہ ان کے کام آسکیں۔ چنانچہ یورپی تیل کمپنیاں جنوبی سوڈان کے باغیوں کی بڑھ چڑھ کر مدد کررہی ہیں اور وہ باغیوں کو اسلحہ خوراک اور ڈالر پہنچارہی ہیں۔ اقوام متحدہ بھی کسی سے پیچھے نہیں وہ بھی بڑی طاقتوں کی سرپرستی کے ضمن میں باغیوں کو ہر سال ۷۰ ہزار ٹن گندم فراہم کرتا ہے۔ ناروے کی ایک امدادی ایجنسی امریکہ کے تعاون سے باغیوں کے لیے طیارے کی مدد سے خوراک گراتی ہے۔ اس کے ساتھ دیگر جنگی معلومات بھی فراہم کرتی ہے۔ کینیا ان باغیوں کو اسلحہ فراہم کرتا ہے۔ ان حالات نے سوڈان کو شدید مشکلات کا شکار کردیا ہے اور وہ عدم استحکام میں دن بدن آگے بڑھتا جارہا ہے۔ سوڈان کی یہ کشمکش نئی نہیں بہت پرانی ہے اور قریباً بیس سال سے جاری ہے۔ عرب ممالک نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے بہت کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوسکی۔ سوڈانی حکومت نے جنوبی باغیوں کو ملک کے نائب صدر کا عہدہ پیش کیا مگر وہ اس پر راضی نہیں ہوئے اور انہوں نے بیرونی طاقتوں کی شہ پر جنوبی علاقے کی مکمل خود مختاری کا مطالبہ جاری رکھا۔ اس ساری تفصیل سے آپ کو کہانی کا رخ معلوم ہوسکتا ہے کہ کس طرح کفار ایک مسلم ملک کو خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل کر اسے اپنے ہی قدرتی ذخائر سے محروم کئے ہوئے ہیں۔

چاڈ سوڈان کا ہمسایہ ملک ہے۔ ۱۹۰۰ء میں اس ملک پر فرانس نے قبضہ کیا۔ ۱۹۶۰ء میں چاڈ نے آزادی حاصل کی، یہ مصر سے بھی بڑا ملک ہے اور اس کی آبادی قریباً ۸۷ لاکھ ہے۔ یہاں بھی عیسائی آباد ہیں مگر مسلمان اکثریت میں ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں چاڈ کی سرزمین میں تیل کی دولت کا انکشاف ہوا اور ''دوبا'' کے مقام پر پہلا کنواں کھودا گیا مگر اس کے چند ہی ماہ بعد ملک خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کی لپیٹ میں آگیا۔ فرانس اور دیگر عالمی قوتیں ان خانہ

جنگیوں کو شہ دیتی رہیں تا کہ امن قائم نہ ہو سکے اور ان کی مرضی کے بغیر چاڈ تیل و دیگر قیمتی معدنیات سے مستفید نہ ہو سکے۔اب چونکہ مغربی ممالک خلیج کے علاوہ دیگر مقامات سے تیل حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔اس لیے یہ تیل ۱۰۷۰ کلومیٹر لمبی پائپ لائن کے ذریعے کیمرون کے ساحل اوقیانوس پر بھیجا جائے گا۔ جہاں سے آگے یورپی ممالک اور امریکہ وغیرہ کو تیل بآسانی پہنچایا جا سکے گا۔دوبا کے تیل چشموں سے قریباً اڑھائی لاکھ بیرل تیل سالانہ نکالا جا سکے گا۔تیل کی پیداوار آگے بڑھانے کے لیے عالمی بینک نے اپنی کڑی شرائط کے ساتھ چاڈ کو ۳۰ کروڑ ڈالر دیئے ہیں۔عالمی بینک نے جو شرائط رکھی ہیں۔ان کے مطابق تیل کی پچانوے فیصد آمدنی تیل کمپنیوں کی مرضی سے خرچ کی جاسکے گی، یہ تمام آمدنی ایک سمندر پار بینک میں جمع ہوگی۔اس کے استعمال کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے گی۔اس کمیٹی کے ممبران کے دستخطوں سے چیک کیش ہوسکیں گے۔پھر کہیں جا کر چاڈ کی حکومت اس آمدنی کو اپنے لیے استعمال کرسکے گی۔ظاہر ہے ایسی شرائط کو عقل سے کورا آدمی بھی قبول نہیں کرسکتا مگر عالمی بینک، تیل کی کمپنیوں اور بعض بڑے ممالک نے یہ شرائط چاڈ کی حکومت سے منوالی ہیں۔ان شرائط میں چاڈ کی حکومت کا مفاد کہیں بھی نظر نہیں آتا۔استعماریت کی یہ ایک نئی شکل ہے۔کچھ ایسی ہی صورت حال چاڈ کے ہمسایہ ملک نائیجیریا کی ہے۔نائیجیریا تیل کی دولت سے مالا مال ملک ہے۔ جہاں روزانہ کئی ہزار بیرل تیل نکالا جاتا ہے، ملک کو اس تیل سے سالانہ بارہ ارب ڈالر کی آمدنی ہوتی ہے۔لیکن نہ صرف یہ کہ دس کروڑ نائیجیرین انتہائی غربت کی یہاں بھی وہی کہانی ہے کہ تیل کمپنیاں نائیجیریا کا تیل دھڑا دھڑ نکال کر لے جارہی ہیں۔عوام کو اس تیل پر کسی قسم کا حق نہیں دیا جارہا، اس کی آمدنی ملک کے خزانے میں جانے کے بعد بجائے اس کے کہ عوامی بہبود پر خرچ ہو۔حکمرانوں کی عیش وعشرت پر خرچ ہوتی ہے۔حکمران چونکہ عوام کے خادم نہیں بلکہ ملٹی نیشنل کمپنیوں اور عالمی طاقتوں کے نمائندے ہیں، اس لیے انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

قارئین محترم! اس پوری کہانی کو بیان کرنے کا مقصد محض داستان طرازی نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ عالمی ڈاکو کس طرح مسلم ممالک کے خزانے نوچ کھسوٹ کر لے جارہے ہیں اور ہم ہیں کہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جرمنی کی پھیلائی جنگوں کی اصل تہہ تک بھی نہیں پہنچ پاتے۔تیل پر تیلیوں کی جنگ ہورہی ہے اور غریب، نادار، فاقہ کش، بے گناہ عوام ان جنگوں کا ایندھن بن رہے ہیں۔امت مسلمہ کو اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کا ادراک کر کے متحد ہونا چاہیے تا کہ بیرونی یورشوں کا بھرپور مقابلہ کیا جاسکے۔یہ اتحاد مسلم عوام کا ہو نہ کہ مسلم حکمرانوں کا اس لیے کہ وہ تو کفار کے کٹھ پتلی ہیں اور انہی کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔اس لیے ان سے کسی کار خیر کی توقع عبث ہے۔اتحاد کا واحد نکتہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے......اگر یہ انقلابی کلمہ کسی کی سمجھ میں آجائے تو۔

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سید ابوذر بخاریؒ......اک ضرب یداللّٰھی!

۲۴؍اکتوبر ۱۹۹۵ء کو سورج گرہن تھا۔ ''جدید دانش'' والے دور دور سے سورج کا مجروح چہرہ دیکھنے کے لیے اکٹھے ہو رہے تھے لیکن کچھ افسردہ چہرے پژمردہ آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی فرشِ خاک پر گرا رہے تھے، سسکیاں لے رہے تھے، غم واندوہ سے نڈھال ہو رہے تھے، رنج وحزن کی جامد تصویر بنے ہوئے تھے۔ دیکھنے والوں نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ غم میں ڈوبے ہوئے لوگوں کی چیخیں ہی تو نکل گئیں۔ فرطِ جذبات سے رندھی ہوئی آواز میں کہا...... آج رات ہمارا چاند گہنا گیا ہے۔ اس کا روشن چہرہ دیکھنے کے لیے ہم غم کے مارے آ گئے ہیں۔ آج مجلس احرار کے سرخ پھریرے کی سرخی بجھی بجھی ہے۔ آج امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے جانشین، فکر صحابہؓ کے امین و وارث، ہم سب کو چھوڑ کر ہم سے بہتر و برتر اسلاف سے جا ملے ہیں۔ آج سید ابومعاویہ ابوذر بخاری (نوراللہ مرقدہ) اپنے اللہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ آج حضرت بخاری (رحمہ اللہ) اپنی اصل (مٹی) کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ آج ''شاہ جی'' امر ہو گئے ہیں۔ آج ''حافظ جی'' اللہ جل شانہ کی رضا پر راضی ہو گئے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں لوگوں کو مقام صحابہؓ، قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں سمجھانے والا، خود ایک سمجھ نہ آنے والی دنیا میں چلا گیا ہے۔ وہ وہاں چلا گیا ہے جہاں سے لوٹ کر کبھی کوئی نہیں آیا۔ وہ امرتسر (کٹڑہ مہا سنگھ) میں ۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء میں وہیں سے آئے تھے اور ۲۴؍اکتوبر ۹۵ء میں پھر وہاں پہنچے ہیں۔ بہت لمبا سفر کیا، بہت منزلیں طے کیں۔ حضرت قاری کریم بخش رحمہ اللہ سے امرتسر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۱۹۴۰ء میں چودہ برس کی عمر میں مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں چلے گئے۔ استاذ گرامی حضرت مولانا خیر محمدؒ نے استقبال کیا اور ان کے والد سے فرمایا۔ ''ہم میاں بیوی نے تو اللہ سے مانگ کر آپ کا یہ بیٹا لیا ہے، یہ اور کہیں نہیں جا سکتا''

تقسیم کے بعد جب خیر المدارس جالندھر سے ملتان منتقل ہوا تو اس نقل مکانی اور افراتفری کی ملکی تقسیم نے ان کا تعلیمی سال ضائع کر دیا۔ چنانچہ ۴۸ء میں سندِ حدیث ملی۔ آپ نے علم وادب اور تاریخ کو اپنا پسندیدہ موضوع بنایا اور عمر بھر مطالعۂ کتب میں غوطہ زن رہے۔ صحافت، شاعری، افسانہ، مطالعہ مذاہب، تقریر، بیان تفسیر، علم لغت، علم الانساب ...... ہر وادیٔ سخن اور ہر میدان علم میں جوہر دکھائے اور ہم عصروں سے داد پائی۔ سہ ماہی ''مستقبل''، سہ روزہ ''مزدور''، روزنامہ ''آزاد''، روزنامہ ''نوائے پاکستان'' اور پندرہ روزہ ''الاحرار'' کی فائلوں میں ان کی تلخ نوائی سنی جا سکتی ہے اور ان کے بانکے قلم کی پھبن دیکھی جا سکتی ہے!

مدرسہ حریت اسلامیہ، مدرسہ احرار الاسلام اور مدرسہ خیر المدارس ملتان میں تدریس کی۔ان کے شاگردوں میں بہت سے نامور علماء ہیں۔ جو مختلف مدارس میں تدریس میں مصروف ہیں۔دینی مدارس کے نصاب تعلیم کے بارے میں جس تبدیلی کے لیے انہوں نے ۱۹۵۶ء میں کوششوں کا آغاز کیا تھا وفاق المدارس اب اس نہج پر سوچ رہا ہے۔مدارس عربیہ کی نشأۃ ثانیہ شاہ ولی اللہؒ کی فکر کی روشنی میں......ان کی زبردست خواہش تھی۔وہ فرمایا کرتے تھے......

''شاہ ولی اللہ سے عطاء اللہ شاہ رحمہما اللہ تک مسلمانوں کی نشأۃ ثانیہ کے لیے جدوجہد کرنے والوں کا ایک عظیم سلسلہ ہے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش اوّل کی اساس پر قائم ہے۔اگر ہم لوگ اس سلسلے کو بقا وارتقاء کی منزلوں تک پہنچائیں تو اس عہد میں یہ نقش ثانی ہوگا''۔

کاش ہماری یہ حسین تمنا برآئے اور ہم تمناؤں کے اس شاہکار کو دیکھ پائیں۔

مگر،ام الا انسان ما تمنیٰ (کیا انسان کی تمنائیں بھی پوری ہوتی ہیں؟) پاکستان کی تاریخ میں وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرنے والے علماء کی سیاسی رائے سے بھرپور اختلاف کیا اور فتنۂ جمہوریت کے مشرکانہ برگ وبار سے قوم کو خوب خوب آگاہ کیا۔آپ فرمایا کرتے تھے۔

''بعض فریب خوردہ علماء اور جماعتیں برسوں تک ہماری جماعت مجلس احرار اسلام کا حسب سابق مذاق اڑاتے رہے اور ہمارے ساتھ اس بحث میں مصروف رہے کہ آپ پہلے جمہوریت بحال کرالیں پھر اسلام آجائے گا۔میں آج بھی کہتا ہوں کہ اسلام کو جمہوریت کی چادر میں لپیٹ کر لانے والو! تم نے دس سال تک جمہوریت کے نام پر اسلام کو رسوا کیا، اسلام نہیں آیا ۔ پھر دس سال تک جمہوریت کو ڈکٹیٹر شپ کی گود میں پالنے والوں نے ڈکٹیٹری کا بیوپار کیا۔جمہوریت تو نہ آئی مگر ڈکٹیٹر شپ آگئی۔ پھر ڈکٹیٹر شپ کو ہٹانے کے لیے ایک اور ڈکٹیٹر آگیا۔صدارت بھی گئی اور جمہوریت بھی...... اسلام پھر یتیم اور مظلوم......!

بدنصیب ہیں وہ علماء، وہ دینی جماعتیں اور ان کے سیاسی لیڈر جو اسلام کی بجائے جمہوریت کا پرچم اٹھاتے پھرے، قیادت کا راگ الاپتے رہے لیکن مسلمانوں کی قدر مشترک، اجتماعیت کے نشان اور مرکزیت کی علامت ''ختم نبوت'' کے لیے ان کو اکٹھا ہونا یاد نہ رہا۔آج وہ اپنی آنکھوں سے جمہوریت کا حشر دیکھ چکے۔انہوں نے پہلے جمہوریت کے نام پر اسلام کو برباد کیا۔پھر ڈکٹیٹر شپ آئی اور ڈکٹیٹر شپ کے بعد اب پھر جمہوریت کا راگ الاپا جارہا ہے۔

آج سن لو! جب تک اسلام کو اسلام کے نام پر نہیں لایا جائیگا۔اسلام نہیں آئے گا۔اسلام کفر کے سہاروں کا محتاج نہیں،کوئی کافرانہ جمہوریت، امریکی صدارتی نظام، برطانوی پارلیمانی نظام، کسی ماؤ،لینن وسٹالن کا کفریہ نظام سوشلزم اور کمیونزم، اسلام کو نہیں لاسکتا۔اسلام اپنے نام سے آئے گا اور کفر اپنے نام سے۔جب تک اس سیاسی ناٹک اور فریب کا

پردہ چاک نہیں کیا جائے گا، یہ مغالطہ ختم نہیں کیا جائے گا، مداریوں کی ان پٹاریوں کو کھول کر عوام کے سامنے عریاں نہیں کیا جائے گا، جب تک آپ کی قوتِ فکر وعمل ایک نہیں ہوگی، تمام مکاتب، اسلام کے دستور پر اکٹھے نہیں ہوں گے، اسلام نہیں آئے گا۔

جب تک آپ ختم نبوت کے بین الافاقی وبین الاقوامی مشترکہ مقصد کے تحت متحد ہو کر کفر پر ضرب کاری نہیں لگائیں گے، اس ملک میں کیا دنیا میں کسی بھی جگہ اسلامی انقلاب نہیں آسکتا۔ آپ لکھ رکھیں، آپ کی مساجد باقی نہیں چھوڑی جائیں گی، مدارس چھین لیے جائیں گے۔ بخارا اور تاشقند کی یاد تازہ کرنے کا پروگرام آؤٹ ہو چکا ہے۔ مولویوں کی لاشیں حجروں سے برآمد کی جائیں گی۔ سب کچھ دھیرے دھیرے لایا جارہا ہے۔ جنھوں نے نہیں سنا، وہ سن لیں اور جو سن کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہیں، وہ سوچ لیں! ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کل اگر تم پر کوئی مصیبت اور عتاب آیا تو ہم جس طرح اس مسئلہ میں پاک دامن تھے آئندہ بھی ہمارا دامن ان اعتراضات سے پاک ہوگا''۔

(خطاب شرکاءِ جلوس، احرار کانفرنس چنیوٹ ۲۴ ر مارچ ۱۹۷۲ء)

آپ پاکستان کو پنجابی سندھی، بلوچی اور سرحدی انگریزوں اور جاگیردار اشرافیہ سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ آپ نے اس عظیم کام کے لیے ۱۹۶۹ء میں ''عوامی اسلامی متحدہ محاذ'' بنایا اور خود کوئی عہدہ لینے سے انکار کر دیا۔ آپ کی جدوجہد تھی کہ پاکستان یورپ کے اندھے مقلدوں کے نرغے سے نکل جائے۔ ان کے نزدیک یہ اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک دینی قوتیں متحد ہو کر ضرب ید اللّٰھی نہیں بن جاتیں!''

حضرت سید ابوذر بخاری آج ہم میں نہیں ہیں مگر ان کا پڑھایا ہوا سبق...... جو جذبۂ صدیقی، درۂ فاروقی، انفاقِ عثمانی، قضاءِ علی، تدبرِ حسنی، غیرتِ حسینی اور حلمِ معاویہ رضی اللہ عنہم سے عبارت ہے...... ہم میں موجود ہے، یہ رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 31 اکتوبر 2002ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی **سید عطاء المہیمن بخاری** دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے حضرات گرم چادر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

شورش کاشمیریؒ......کچھ بھولی بسری باتیں

ایوب خان کا دور تھا۔ مال روڈ لاہور کے بی این آر سنٹر میں حضرت زینب بنت زہرا (رضی اللہ عنہا) کی یاد میں ، جناب مظفر علی شمسی نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کو دعوت دی۔ ان میں سید امیر الدین قدوائی، کوثر نیازی، مسلم بی اے کے علاوہ آغا شورش کاشمیری بھی مدعو تھے۔ صدارت اس دور کے وزیر قانون کی تھی۔ آغا صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور یوں تقریر کا آغاز کیا:

''مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کا چرچا تھا۔ بڑے بڑے امیر و رئیس، زر و جواہر کے ساتھ براجمان تھے کہ یوسف (علیہ السلام) کو خریدیں گے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان امراء کے درمیان بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس ایک بڑھیا بیٹھی ہے اور اس کا کل سرمایہ جَو کے چند دانے ہیں، جن کے عوض وہ بھی یوسف (علیہ السلام) کی خریداری کا دعویٰ کر رہی ہے۔ ایک شخص نے اس بڑھیا سے سوال کیا۔ مائی! جہاں اتنے بڑے بڑے امیر و کبیر جواہرات لے کر آئے ہوئے ہیں، تو ان کے مقابلے میں جَو کے چند دانوں کے عوض حضرت یوسف (علیہ السلام) کو کیسے خریدے گی؟ بوڑھی خاتون نے جواب دیا۔ ''بیٹا! یہ مجھے بھی پتہ ہے کہ میں جَو کے چند دانوں کے عوض یوسف (علیہ السلام) کو نہیں خرید سکتی۔ میں تو صرف اس کے خریداروں میں اپنا نام لکھوانے آئی ہوں۔ بعینہٖ حضرت زینب بنت زہرا رضی اللہ عنہا کی تعریف تو مسلم بی اے، کوثر نیازی، امیر الدین قدوائی اور مظفر علی شمسی بیان کریں گے، میں تو ان کے مدح خوانوں میں اپنا نام لکھوانے آیا ہوں''۔

یہ کہہ کر آغا صاحب نے حضرت زینب بنت زہرا رضی اللہ عنہا کے خصائل حمیدہ اپنے تیے تلے الفاظ اور مخصوص انداز میں بیان کرنا شروع کئے۔ چلتے چلتے نگاہِ عقاب، صدر جلسہ پر پڑی۔ آغا صاحب بے اختیار ہنس پڑے......... سامعین بھی ہنسنے لگے۔ پریس ایکٹ نیا نیا نافذ ہوا تھا۔ آغا صاحب گویا ہوئے:

''دراصل میں جب گھر سے چلا تھا تو میرے ذہن میں خیالات کا ایک سمندر موجیں مار رہا تھا کہ جلسہ میں سرکار کے آدمی بھی آ رہے ہیں۔ میرا پرچہ تو شاید حکام والا تک نہ پہنچتا ہو......... جلسے میں جو بات کہوں گا، گورنر ہاؤس پہنچ جائے گی۔ مگر کیا کیا جائے، یہ پابندیاں، زباں بندیاں، اور نہ جانے کون کون سی زنجیریں ہیں کہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا''......... پھر تھوڑے سے وقفے کے بعد فرمایا......... ''مگر سب سے بڑا جہاد کسی عالم اور جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے''۔ یہ جملہ کہہ کر آغا صاحب جو شروع ہوئے بس وہ دیکھنے اور سننے کی چیز تھی۔ پریس ایکٹ تھا......... حکومت تھی اور آغا صاحب تھے.........! اپنی تقریر کا اختتام آغا صاحب نے اس رباعی پر کیا۔

ہم قلم احباب، شورش! مضطرب ہوتے ہیں کیوں
ماضیٔ مرحوم میں بھی یہ ستم ہوتے رہے
راست گفتاری پہ شاعر کی زباں کٹتی رہی
ہاتھ سچی بات لکھنے پر قلم ہوتے رہے

آغا صاحب تقریر ختم کرنے کے بعد سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔ آخری خطاب جنابِ صدر کا تھا۔ موٹی گردن والے ،کالے بھجنگ وزیر قانون نے اپنا خطاب شروع کیا:

''پیشتر اس کے کہ میں آج کے موضوع پر اپنی معروضات شروع کروں۔ آغا صاحب سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔آغا صاحب! پریس ایکٹ ہر ایک کے لیے نہیں ہے۔ پریس ایکٹ اُن کے لیے ہے جو ملک میں انتشار کی بات کرتے ہیں ۔آپ تو بہت اچھا لکھنے والے ہیں۔ میں آپ کا ''چٹان'' مستقل پڑھتا ہوں اور بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ آپ پر کوئی قدغن نہیں ہے............''

جلسہ ختم ہوا۔ آغا صاحب بی این آر سنٹر کی سیڑھیاں اترنے کے بعد نیچے پٹرول پمپ، جہاں آج کل ایک چھوٹی سی پہاڑی بنادی گئی ہے، کے قریب اپنی ہلکے رنگ کی سبز کار کے پاس، اپنے دوست منیر کا انتظار کررہے تھے۔ کہ کسی ساتھی نے کہا: ''آغا صاحب! وزیر قانون، آپ سے بہت ناراض ہیں''۔

آغا صاحب نے ٹھیٹھ پنجابی میں جواب دیا:

''کی کرئے گا۔ رسالہ بند کردَئے گا، پریس سیل کردَئے گا، اَسی پاناں سگٹاں دی دکان کھول لاں گے''۔

سیاستدان: جہاں قوموں کی آبرو نیلام ہوتی ہے، وہاں ان کی منڈی سجتی ہے۔ ان کے پہلو میں دل نہیں ہوتا......ان سے بڑھ کر انسانی قسمتوں سے کھیلنے والے پوری تاریخ انسانی میں ناپید ہیں، ان الفاظ کا کوئی لغات نہیں جو سیاستدان بولتے ہیں؟ سیاست دانوں کی مثال سمندر کے پانی کی سی ہے، ٹھاٹھیں مارتا ہوا لیکن نہ پینے کے لائق، نہ کھانے کے قابل اور نہ اس سے کھیتوں کی آبیاری ہوسکتی ہے''۔

بازیچہ اطفال: فلسفی نے کہا......دنیا میں ہر شخص ایک دوسرے سے کھیلتا ہے۔ مستفسر نے سوال کیا......وہ کیونکر؟ فلسفی نے کہا......امراء غرباء سے سے کھیلتے ہیں، دولت عصمت سے کھیلتی ہے، رہنما قوم سے کھیلتے ہیں، عیاش جوانی سے کھیلتے ہیں ،ایڈیٹر قلم سے کھیلتے ہیں، خطیب الفاظ سے کھیلتے ہیں۔ الغرض ثریا سے ثریٰ تک کھیل ہی کھیل ہے......فرق صرف اتنا ہے کہ بعض کھیل المیہ ہوتے ہیں، بعض طربیہ......اور طلوع و غروب کے ان ذہنی سلسلوں کا نام ہی مشیت ایزدی کے ہاں بازیچۂ اطفال ہے''۔

(اقتباس ''قلم قتلے'' از شورش کاشمیریؒ)

''میں غلام سرور قادری ہوں''

جنرل ضیاء الحق سے دوستانہ مراسم تھے، ایک پائی کا مفاد نہیں لیا.........سابق صدر غلام اسحٰق اور منظور وٹو نے نواز شریف کے خلاف بیان بازی کے عوض لاکھوں کی پیش کش کی.........اپنی خواہش پر عہدہ نہیں لیا.........کوئی ایک پائی کی کرپشن ثابت کر دے تو مستعفی ہو جاؤں گا.........الیکشن مقررہ وقت پر ہوں گے.........حکومت کا کسی پارٹی کی طرف جھکاؤ نہیں.........پیپلز پارٹی کی ہڑتالیں شرعاً حرام ہیں.........فوجی حکومت نے اقتدار میں آ کر ہر کسی کو برابر کے حقوق دیئے.........ٹرین مارچ کی کال دینے والے اور شرکت کرنے والے دونوں گناہ گار ہیں.........نعلین مبارک کی چوری بارے کوئی ثبوت نہیں ملے.........بہت سی قبروں اور مزاروں کی مرمت ضروری ہے.........ہر حکومت پر دھاندلی کا الزام لگتا ہے.........ٹرین مارچ حرام نہیں، مکروہ کہہ سکتے ہیں.........سیاست کے نام پر چندہ اکٹھا کرنے پر پابندی لگائی جا سکتی ہے.........متحدہ مجلس عمل کے قائدین چندہ کی بھیک مانگنے کی بجائے زکوٰۃ کمیٹیوں سے رجوع کریں.........لینڈ کروزر پر سفر کرنے والے سیاست دانوں کو چندہ دینے سے مذہبی طور پر کوئی ثواب نہیں ہوگا.........چوری ہونے والے نعلین مبارک حضور ﷺ کے نہیں تھے، عوام اس چوری کو حادثہ سمجھ کر احتجاج چھوڑ دیں، واقعہ کو تحریک کی صورت نہ دی جائے.........دنیا میں بجلیاں گرتی ہیں.........زلزلے آتے ہیں لیکن لوگ انہیں بھول جاتے ہیں.........پاپوش مبارک کی چوری کے واقعہ پر استعفیٰ دوں گا، نہ ہم پر پتھروں کی بارش ہوگی.........نعلین مبارک کی بازیابی کی خوشخبری قوم کو جلد سنائیں گے.........حافظ سعید کی اہلیہ کی ہائیکورٹ میں رٹ، سرور قادری کو فریق بنانے کی استدعا، صوبائی وزیر مذہبی امور نے کہا تھا ''حافظ سعید سرکاری تحویل میں ہیں'' جبکہ حکومت لاعلمی ظاہر کر رہی ہے.........نصر اللہ مستقل رخصتی لے لیں، اُن کا جڑی بوٹیوں سے علاج کروں گا.........گورنر پنجاب صوبے کو ایک قابل ذکر اسلامی صوبہ بنانے کے لیے کوشاں ہیں.........موجودہ حالات میں زنا کی سزا رجم کی صورت میں نہیں دی جا سکتی.........علماء کھلے عام یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کا دشمن نہ کہیں کیونکہ یہ اخلاق حسنہ کے خلاف ہے.........حکومت کے مخالف مذہبی اور سیاسی رہنماء دائرہ اسلام سے خارج ہیں.........اہم عہدوں پر تعینات مرزائی بلا زمت کے اہل ہیں.........صدر مشرف امیر المومنین ہیں.........

سید یونس الحسنی

چہ دلاور است دزدے......!

مرادز مین وزماں کون ومکاں نبی آخرالزماں ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم میں سے جو دور جاہلیت میں بہتر تھے، وہ حالت اسلام میں بھی تم سے بہتر ہیں، اگر وہ دین کی سمجھ سے بہرہ ور ہوں۔ یاد رہے زمانہ جاہلیت میں انہی لوگوں کو افضل و اعلیٰ گردانا جاتا تھا جو کردار، شجاعت، سخاوت اور دیگر اوصاف حمیدہ کے باب میں ممتاز مقام کے حامل ہوتے تھے۔ اسلام قبول کرتے ہی وہ حسن عمل، کمال ایقان اور جمال علم وآگہی کے آفتاب و ماہتاب بن گئے اور قیامت تک آنے والی نسل آدم کے لیے معیار حق وصداقت قرار پائے، قرون مظلمہ میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے، بات بے بات ایک دوسرے کی گردنیں مارنے والے اونٹوں اور بکریوں کے ریوڑ چرانے والے نبوت ورسالت کے شخص اعظم ﷺ کی نگہ کرم کے طفیل پلک کی ایک جھپکی میں معلمین ادراکِ حقیقت بن کر دنیا بھر کے انسانوں کو تہذیب وشائستگی، اخلاق و بردباری، احترام آدمیت اور صحیح حقوق انسانیت کا درس دینے لگے، ان کا ایک ایک قدم قوانین فطرت یعنی منبع نبوت کے عین مطابق اٹھتا رہا جو آج بھی بنی نوع انسان کے لیے مشعل راہ ہے۔ تحیّر تو اس بات پر ہے کہ اکیسویں صدی کی دہلیز پر کھڑے لوگ جو اپنے تئیں علم وفضل کے باب میں ترقی یافتہ دانشوران حکمت اور صاحبان شعور کہلانا باعث فخر وافتخار سمجھتے ہیں۔ ان کا مبلغ علم غلط صحیح، کذب وصدق اور حق وناحق کی تمیز کرنے میں شدید افلاس کا شکار ہے۔ اس لیے درست اور نادرست کی پہچان میں وہ یکسر فی الحقیقت بہت سی سیاسی ومعاشرتی الجھنوں اور بحرانوں کا سبب ہے۔ مثال کے طور پر ایک خبر ملاحظہ فرمائیے:

> ''ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے پروگرام ''قومی مشاورت'' کے شرکا نے مخلوط انتخابات کی توثیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ انتخابی امیدواروں کا حلف نامہ مسلمانوں اور غیر مسلموں میں امتیاز ظاہر کرتا ہے، اسے منسوخ کیا جائے، شرکاء نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ احمدیوں کو انتخابی عمل سے باہر رہنے پر مجبور کر دیا گیا ہے کیونکہ مسلمانوں، مسیحیوں، ہندوؤں اور پارسیوں کی ایک ہی انتخابی فہرست ہونے کے باوجود احمدی ووٹروں کے نام ایک علیحدہ غیر مسلم فہرست میں درج کیے گئے ہیں''۔ (روزنامہ ''نوائے وقت''۔ ''آواز'' ۱۰ ستمبر ۲۰۰۲ء)

یاللعجب! یہ کیسا ہیومن رائٹس کمیشن ہے جسے بعض گھس پٹھیے اپنے دام ہمرنگِ زمین میں پھنسا کر مقصد براری کی تگ و دو کرتے اور بغیر کان ودم ہلائے چپکے سے استعمال ہوتا رہتا ہے۔ یہ کیسا علمبردار حقوق انسانی ادارہ ہے جو ملک کی ساڑھے

اٹھانوے فیصد آبادی کے پندرہ صدیوں سے متفقہ اعتقادی حقوق پامال کر کے صرف ساڑھے تین لاکھ غارت گروں کو تحفظ دیتا ہے۔ یہ بنیادی حقوق انسانی کا کیسا چیمپئن ہے جو عظیم ملت اسلامیہ کو یرغمال بنانے کے لیے چھوٹے سے گروہ سارقان کا کل وقتی مددگار ہے۔ لگتا ہے کمیشن کے خورد و کلاں اس طبقہ روسیاہ کے زرخرید ہیں، ان کے ضمیر مردہ ہیں یا ان کے ضمیر نابکار۔ وہ معترض ہوئے بھی تو تاریخی تدریج کے اس مدوجذری اصول پر جس سے تصادم یا انحراف کی سزا موت ہے..... صرف موت۔ ان کا نامعقول مطالبہ ہے کہ:

☆ انتخابی امیدواروں کا حلف نامہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز کرتا ہے، اسے منسوخ کیا جائے۔

☆ مرزائیوں کی علیحدہ فہرست بنانے کی بجائے دیگر اقلیتوں کے ساتھ ہی ان کا اندراج کیا جائے۔

☆ انہیں انتخابی عمل سے باہر رہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ اس حلف پر اعتراض کیوں؟ مختصر جواب یہ ہے کہ اس میں ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان کی شق شامل ہے۔ تفصیلاً یہ کہ عقیدہ ختم نبوت اساسِ اسلام ہے۔ اس پر قرآن کریم کی نصوص قطعیہ موجود ہیں۔ حبیب کبریا ﷺ کے ارشادات گرامی دلائل و براہین ماحیہ ہیں کہ آپ ﷺ پر دین کامل ہوگیا۔ آپ ﷺ پر سب نعمتیں نچھاور کر دی گئیں، آپ ﷺ پر سب حجتیں ختم کردی گئیں۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا ظلی بروزی، تشریعی غیر تشریعی نبی پیدا نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کے بعد مکالمت اور مخاطبت الٰہیہ کا دروازہ بند اور وحی منقطع ہو چکی۔ قرآن آخری آسمانی کتاب اور مسلمان آخری امت ہیں۔ ذرا دیکھیے تو اس قدر محکم اور تاویل ناآشنا الفاظ ہیں: انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم ''میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو''۔

اکابرین امت کا اجماع ہے کہ جو شخص اسی حتمی کلیے قاعدے کا منکر ہے یا مدعی نبوت ہے تو اس پر ارتداد کی حد جاری ہوگی، ثبوت کے طور پر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی مثالیں آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں موجود ہیں کہ ایسے قانون شکنوں اور ان کے اقراریوں کو مرتد قرار دے کر قتال کیا گیا، جس سے وہ اپنے منطقی انجام کو پہنچے اور منصب ختم نبوت محفوظ ہوگیا، صحابہ علیہم الرضوان نے تو ارتدادی گروہ سے کوئی مناظرہ یا مباہلہ بھی نہیں کیا تھا اور نہ ہی اسے روا سمجھا، تاریخ کے اوراق پارینہ شاہد ہیں کہ اس مذموم سرگرمی کے پس پردہ یہود و نصاریٰ کی گھناؤنی سازش کارفرما تھی، جس کا مقصد شجر اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا تھا (نعوذ باللہ) اسلامیان پاکستان نے بڑی قربانیوں کے بعد آئینی طور پر یہ مسئلہ حل کرایا تا کہ منافقین مسلمانوں کی ایسی طرز عبادت اور ناموں کے باعث امت کو دھوکہ نہ دے سکیں، قادیانیوں نے پاؤں تلے کی زمین سرکتے دیکھ کر اپنے بیرونی سرپرستوں اور اندرونی معاونین کے بل بوتے پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں جاری رکھیں اور یہ کہہ کر لوگوں کو ورغلانا شروع کر دیا کہ:

☆ ہم اسی قرآن مجید پر ایمان رکھتے اور تلاوت کرتے ہیں جو عامۃ المسلمین کے پاس ہے۔

☆ حج اور زکوٰۃ کے متعلق بھی ہمارا عقیدہ بالکل مسلمانوں جیسا ہے۔

اس لیے ہم ان سے کسی صورت الگ نہیں ہیں اور آئین پاکستان میں ہمیں غیر مسلم تسلیم کرنا سراسر ناانصافی اور ہمارے حقوق پامال کرنے کے مترادف ہے...... حقیقت یہ ہے کہ قادیانی دھوکہ بازی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں وہ لفظاً وہی کلمہ پڑھتے ہیں لیکن اس میں سرکار مدینہ ﷺ کی بجائے مرزا قادیانی ہی کو خاکم بدہن ''محمد'' سمجھتے ہیں اور یہ ان کے عقیدے کا جزو لاینفک ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیے:

''محمد الرسول ......تا رحماء بینھم''

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی'' (ایک غلطی کا ازالہ از مرزا قادیانی ص۴)

ملت اسلامیہ ابتداء سے تا ہنوز سید الرسل امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی مانتی ہے کیونکہ حضور پرنور ﷺ نے مسیلمہ کو مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا، جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہر طرح عملدرآمد کیا۔ تا ایں دم امت اس فیصلہ نبوت پر کامل ایمان رکھتی ہے۔ اس قاعدے کے تحت مرزا قادیانی اور اس کے متبعین دین اسلام سے بالکل خارج ہیں۔ انسانی حقوق کے نام پر یہ لوگ اپنے غیر ملکی آقاؤں کے ذریعے ان کے چیلوں یعنی ایمنسٹی انٹرنیشنل اور کئی اراکین یورپین پارلیمنٹ کو وقتاً فوقتاً اکساتے اور انہیں غلط سلط خبروں سے بہکا کر حکومت پاکستان پر دباؤ ڈلواتے رہتے ہیں۔ یہ فارسی ضرب المثل ان پر خوب صادق آتی ہے!

''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد'' (یعنی ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری)

انتخابی حلف نامہ اس بات کا اعلان ہے کہ مسلمان حضور فداہ ابی و امی کو ہر اعتبار سے آخری نبی مانتے ہیں؟ یہ عقیدہ ختم نبوت ہی کا اعجاز ہے کہ امت مسلمہ آج دن تک کسی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوئی۔ اختلاف مسالک کے باوصف ان میں اعتقادی اتحاد و اتفاق ہمیشہ سے موجود ہے اور رہے گا۔ وہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ مرزائی ایک الگ قوم ہے۔ جس کا اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں، وہ عیسائی اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں میں اس لیے شامل نہیں ہو سکتے کہ ان کا جرم ''ارتداد'' ہے۔ یہ مذہبی لبادے میں سیاسی امور انجام دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے بھیس میں فرنگیوں کے جاسوس ہیں، یہ پاکستان کو کھا رہے ہیں لیکن وفاداری کے حلف برطانیہ و امریکہ کو دیتے ہیں، یہ فلسطینیوں کو ورغلاتے اور اسرائیل کے خفیہ ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کا وجود نہ صرف پاکستان بلکہ پوری امت مسلمہ کے لیے انتہائی مہلک ہے۔ ہیومن رائٹس کمیشن کے کارپردازوں کو ننانوے فیصد اکثریت کے حقوق کا بہر طور تحفظ کرنا چاہیے، نہ کہ ایک چھوٹے سے سازشی گروپ کا۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

(قسط نمبر: ۸)

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

قادیانی اور قادیانیت نے انکی راہ میں بھی ایک عظیم رکاوٹ بننے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ اسلام پر ان کے کوتسے احسانات ہیں جن کا ڈھنڈورہ پیٹتے وہ تھکتے نہیں۔ دنیائے اسلام اور مسلمانوں کو تو قادیانیوں نے کیا دینا تھا۔ سوائے اس کے کہ ان میں سے کچھ کو گمراہ کر کے ان سے ایمان کی دولت بھی چھین لی انہیں مجبور محض بنا کر اپنے دام فریب میں پھنسالیا کہ اب ان کی نسلوں میں بھی شاید ارتداد کی بُو باقی رہے۔ خود قادیانیوں کے ساتھ قادیانیوں کے اس شاہی خاندان نے جو سلوک کیا اگر اُس داستان پر نگاہ دوڑائی جائے تو انسان کی رُوح لرز اٹھتی ہے کہ بظاہر صلح و آشتی، نیکی اور شرافت، عدل و انصاف کے پرچارکوں نے ظلم وستم کا کونسا حربہ ہے جو اپنے قادیانیوں کے ساتھ روا نہیں رکھا ایک لمبی فہرست تاریخ قادیانیت میں ایسے لوگوں کی موجود ہے جو مرزا بشیر الدین محمود کے ظلم وستم اور جبر واستبداد کا شکار ہو کر اہل دنیا کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عبرت کا نمونہ بن گئے یا پھر موت کی نیند سلا دیے گئے۔ اس پر بھی قادیانیوں کو دعوٰی پارسائی اور یارائے رہنمائی ہے تو سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ، ذرا بند قبا دیکھ

آیئے اب ذرا اس پارسائی کے دامن پر غلاظت و نجاست کے دھبے آپ کو دکھائیں جن کے باوجود روحانیت کے علم بردار بن کر قادیانی زمین پر پاؤں نہیں رکھتے۔

دولت کی حرص اور جنسی بے راہ روی: قادیانیت کا ایک تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ اس دجل کے ذریعے مرزا قادیانی نے اپنی اولاد کے لیے معاشی مسائل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حل کر دیے ہیں۔ فکر معاش سے آزادی کے لیے ایک ایسا نظام معیشت قادیانیوں کے ہاں رائج ہے کہ جس کی موجودگی میں مرزا قادیانی کی اولاد کو معاشی تفکرات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات مل چکی ہے۔ غریبوں کے جمع کردہ مال پر عیش و عشرت کے دروازے کھل چکے ہیں۔ حرام وحلال کی تمیز باقی نہیں رہی۔ قادیانیوں کی طرف سے اور پھر دشمن اسلام قوتوں کی جانب سے اسلام سے غداری کے صلے میں اتنا مال حرام ہو جاتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اس شاہی خاندان کے لیے اب یہ کوئی سوال نہیں رہا کہ کھائیں گے کہاں سے؟ اس خاندان نے افراد ہر ناجائز ذرائع سے روپیہ فراہم کرتے ہیں اور پھر اس سرمایہ پر عیش وعشرت کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ حرام کا پیسہ انسان کو کس طرح جنسی بے راہ روی کی غار میں دھکیل دیتا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود کی داستان اخلاق و کردار سے واضح ہے۔

جناب شفیق مرزا، جو پہلے قادیانی تھے، شعور پیدا ہوا تو قادیانیوں کے اس شاہی خاندان کے اللّے تللّے دیکھ کر اور ان کی جنسی انارکی اور اخلاقی پستی کے پیش نظر قادیانیت کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔ اپنی مشہور کتاب ''شہرِ سدوم'' کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر اس طرح رقم طراز ہیں۔

(۱) ''صدر انجمن احمدیہ قادیان ایک رجسٹرڈ باڈی ہے۔ تقسیم ملک سے قبل اس انجمن کی جائیداد ملک کے مختلف حصوں میں بھی تقسیم کے بعد ناصر آباد، محمود آباد، شریف آباد، کریم نگر فارم، تھر پارکر سندھ کی زمینیں پاکستان میں آ گئیں تو مرزا محمود نے ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں ایک ڈمی انجمن ''ظلی انجمن احمدیہ'' قائم کی اور چودھری عبداللہ خان برادر، چودھری ظفر اللہ خان آنجہانی ایسے قادیانیوں کے ذریعے یہ زمین اپنے صاحبزادوں اور انجمن کے نام منتقل کرالی اور مقصد پورا ہو جانے کے بعد یہ ظلی صدر انجمن مرزا قادیانی کی ظلی نبوت کی طرح اصلی بن گئی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان نے وہاں کی تمام جائیداد بھارتی حکومت سے واگزار کروالی اور مقصد کے حصول کے لیے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد کے ایک بھائی مرزا وسیم احمد کو وہاں ٹھہرایا گیا۔ جو آج بھی وہیں مقیم ہے۔

(۲) جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے، قادیان میں کئی زمین صدر انجمن احمدیہ لوگوں کو فروخت کرتی تھی مگر وہ خریداروں کے نام رجسٹریشن ایکٹ کے ماتحت رجسٹرڈ نہیں کروائی جاتی تھی۔ جیسا کہ ربوہ میں بھی ہوتا ہے۔ اس طرح سرکاری کاغذات میں زمین اصل مالکان کے نام ہی رہتی ہے۔ حالانکہ وہ اسے فروخت کر کے لاکھوں روپیہ ہضم کر چکے تو بعد میں اس عیاری پر پردہ ڈالنے کے لیے خلیفہ ربوہ نے مہاجرین قادیان کو چکمہ دے کر کہ قادیان ''خدا رسول کا تخت گاہ ہے''۔ (نعوذ باللہ) اور انہیں اس بستی میں واپس جانا ہے۔ انہیں قادیان کے مکانوں کا کلیم داخل کرنے سے منع کر دیا۔ اور اور خود چار کروڑ کا بوگس کلیم داخل کر دیا۔ اب اگر مرید بھی کلیم داخل کر دیتے تو حکومت اور مریدوں پر دہرے فراڈ کی قلعی کھل سکتی تھی۔ اس لیے مریدوں کو کلیم داخل کرنے سے منع کر دیا گیا۔ مگر بہت سے شاطر مرید اس عیاری کو سمجھ گئے اور انہوں نے خود بھی بے پناہ بوگس کلیم داخل کئے اور پھر قادیانی اثر ورسوخ سے منظور کروائے۔ اگر حکومت صرف قادیانیوں کی پاکستان میں جعلی اور بوگس اور الاٹمنٹوں کی تحقیقات کروائے تو کروڑوں روپے کے فراڈ کا پتہ لگ سکتا ہے اور مؤلف کتاب ہذا بعض جعلی کلیموں کے نمبر تک حکومت کو مہیا کرنے کا پابند ہے۔

(۳) ربوہ کی زمین صدر انجمن احمدیہ کو کراؤن لینڈ ایکٹ کے تحت علامتی قیمت پر دی گئی تھی۔ مرزا محمود نے یہاں بھی قادیان والا کھیل دوبارہ کھیلا اور ٹوکن پرائس پر حاصل کردہ اس زمین کو ہزاروں روپے مرلہ کے حساب سے مریدوں کے نام فروخت کیا۔ مگر رجسٹریشن ایکٹ کے کے تحت سب لیز ہولڈرز کے نام زمین منتقل نہ ہونے دی۔ اس طرح مریدوں کا لاکھوں روپیہ بھی جیب میں ڈالا اور

گورنمنٹ کے لاکھوں روپیہ کے ٹیکس بھی ہضم کیے گئے۔مریدوں پر الٹا رعب بھی قائم رہا کہ وہ زمین خریدنے کے باوجود مالکانہ حقوق سے محروم رہے۔اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے ''خاندان نبوت'' کی عیاشیوں اور بدمعاشیوں کے متعلق آواز بلند کی ۔اسے اپنی ''ریاست'' سے باہر نکال دیا۔اور قبائلی نظام کے مطابق اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔اب جو مرید ایک نبی کے انکار کی وجہ سے ساری ملت اسلامیہ کو کافر قرار دے کر علیحدہ ہوتے ہیں،وہ اپنی مخصوص اور لایعنی علم الکلام کی وجہ سے واپس امت مسلمہ کے سمندر میں تو نہیں آ سکتے ہیں۔وہ اسی گندے اور متعفن جوہڑ میں رہنے پر مجبور ہیں۔اس لیے ایسے مریدوں سے سچائی کی توقع عبث ہے''۔

جہاں حرام کا پیسہ اس طرح آئے گا،وہاں حرام کاری کا دھندہ کیوں نہ اپنے عروج پر پہنچے۔شریعت محمدیہ کے تحت حرام کا ایک لقمہ بھی اگر پیٹ کے اندر چلا جائے یا لباس کی ایک تار بھی حرام کی کمائی کی ہو تو اللہ تعالیٰ کسی عبادت کو منظور ہی نہیں فرماتا۔یہاں تو سرے سے شریعت سے کوئی تعلق ہی نہیں اور نہ اخلاقی بنیادوں پر حرام وحلال کی کوئی تمیز ہی روا رکھی جاتی ہے۔جہاں حرام اس طرح سے زندگی میں سرایت کر جائے وہاں نیکی،تقدس،شرافت کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے اس شاہی خاندان کی عیش وعشرت کی داستانیں زبان زدِ خاص وعام ہو چکی ہیں۔ہماری تحقیق کے مطابق اٹھارہ کتابیں ایسی ہیں،جس میں مرزا محمود کی عیاشی کی روئیداد محفوظ ہے اور اس میں لطف کی بات یہ ہے کہ ساری کتابیں خود قادیانیوں نے تحریر کی ہیں۔اتنے مضبوط ومستحکم نظام جبر میں یہ لوگ خود اپنے خلیفے کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں تو یہ ان کی سچائی کی بذاتِ خود ایک وزنی دلیل ہے،جسے کسی بھی زاویے سے مسترد کرنے کا سرے سے کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔ان کتابوں میں چند ایک تو اتنی مشہور ہیں کہ جن کے تعارف کی سرے سے ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔شفیق مرزا کی کتاب ''شہر سدوم''،راحت ملک کی کتاب ''دورِ حاضر کا مذہبی آمر''،''تاریخ محمودیت''،مظہر ملتانی کی کتاب ''کمالات محمودیہ''۔یہ سب میں نے دیکھی ہیں،جن کی ایک ایک سطر میں مرزا غلام احمد کے اس روحانی سلسلے کے پیشوااعظم مرزا بشیر الدین محمود کی داستانِ حرص دولت وجنس یوں بیان کی گئی ہے کہ ایک شریف انسان کی روح تھرا اٹھتی ہے اور وہ بے ساختہ اپنے ہاتھ اپنے کانوں پر رکھنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے کہ تقدس کی آڑ میں شیطنت کا یہ بھیانک کھیل،کھیل کر بھی جعلی نبوت اور دین کی خدمت کا دعویٰ ایک ظلم،جھوٹ،زیادتی،دجل وفریب نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

''ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے''

راحت ملک صاحب اپنی کتاب کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:

''خلیفہ ربوہ اور ان کی جماعت اور مسلمانانِ عالم کے اختلافی امور پر علمائے کرام کی طرف سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ضرورت اس بات کی تھی کہ اس جماعت کے اندرونی حالات اور بدعنوانیوں سے نقاب کشائی کی جائے۔چنانچہ ہم نے اس جماعت کے اندرونی معاملات وواقعات کا تفصیلی جائزہ لیا

ہے اور صفحہ قرطاس پر اس کے نقوش چھوڑ دیئے ہیں۔ تاکہ جمہور مسلمانوں کو معلوم ہو کہ یہ جماعت جو بظاہر بہت پر امن نظر آرہی ہے، کتنی خطرناک اور ملک کے لیے کتنی ضرر رساں ہے اور اس کے عزائم کتنے بھیانک ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں جس قدر حقائق پیش کیے ہیں۔ ان کے جواز میں جو دلائل دیئے ہیں وہ قریباً اس جماعت کے دیگر اکابرین کے افکار عمل سے دیئے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم اس جماعت سے ہٹ کر کسی دوسری شخصیت کے افکار کو بغرض دلیل پیش کرتے تو کہا جاسکتا تھا کہ ہمیں غیروں سے کیا نسبت۔ لہٰذا ہم نے اتمام حجت کے طور پر مرزا غلام احمد اور اسی جماعت کے دیگر اکابرین کے قول و فعل کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ تاکہ فرار کی گنجائش نہ رہے۔ نیز ہم نے خلیفہ ربوہ پر بحیثیت مرزا میاں محمود احمد بحث نہیں کی۔ بلکہ مذہبی رہنما کی حیثیت سے کی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ سرور کائنات ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کے دروازے قیامت تک بند ہیں اور قرآن پاک کے بعد کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن مقام حیرت ہے کہ آگ کے شعلے اسلام کے عظیم الشان ایوان کی طرف لپک رہے ہیں اور ہم کھڑے منہ تک رہے ہیں۔

کب تک رہے محرومی انجم میں میری خاک
یا میں نہیں یا گردش افلاک نہیں ہے

اسی کتاب ''دور حاضر کے مذہبی آمر'' کے دیباچے میں جناب بشیر رازی صاحب تحریر کرتے ہیں۔ دیباچہ نذر قارئین ہے۔ جس کے پڑھنے سے مرزا بشیر الدین کے چہرے اور اعمال پر لپٹا غازۂ تقدس ڈھل جاتا ہے اور اس کی شخصیت کے اصل خدوخال نکھر کر قاری کے سامنے آجاتے ہیں۔ گویا جناب رازی کہہ سکتے ہیں۔

آئینہ تیرے حسن کا کیا خبر دے گا
میری غزل میں میرے شیشۂ خیال میں دیکھ

دیباچہ ''دور حاضر کا مذہبی آمر'':

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اگر ریاست ربوہ کا عمرانی احتساب کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مغربی پاکستان میں اس کی وہی حیثیت ہے جو اسرائیل کی بلادِ اسلامیہ میں ہے۔ اسلامی معاشرے کے دل میں یہ تیر نیم کش کی طرح پیوست ہے۔ اس خلش سے سارا سماج نڈھال ہو رہا ہے۔ قانون کی بے بسی نے اس ''دینی یاغستان'' کو ایک قسم کا فروغ بخشا ہے۔ عوام اور حکام اس ابتلاء سے خوب آگاہ ہیں۔ ملکی قانون میں اس

کے استیصال کا کوئی نسخہ موجود نہیں۔ اس واسطے ربوہ کا مذہبی آمر تقریر اور تحریر میں ایسے تمرد کا مظاہرہ کرجاتا ہے کہ جس کا تصور بھی اسلامی ریاست میں مشکل ہے۔ حکومت انہی مصلحت بینوں سے عاجز ہے اور عوام حکومت کے عجز پر نوحہ کناں ہیں۔ عوامی لیڈر۔

''کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے''

کہہ کر مہر بہ لب ہو کر رہ جاتے ہیں اور یہ ناسور ہمارے تمدن و عمران کو اندر ہی اندر کھائے جارہا ہے۔ اس پر کب عمل جراحی ہوگا۔ یہ خدا ہی جانتا ہے لیکن ہوگا ضرور کیونکہ خدا نے پاکستان کی داغ بیل اس لیے نہیں ڈالی تھی کہ وہ حکومتی معذوریوں کی وجہ سے ایک عمرانی مسئلہ کا شکار ہوجائے۔ جوں جوں حکومت قانون کی آڑ لے کر اپنے فرائض سے گریز کرے گی توں توں خدا، اس مقدس وطن کی بقا اور عروج کے سامان پیدا کرے گا۔ اس کا باطنی فتنہ اپنے خرقہ پوش شاطر کے ہاتھوں فنا ہوجائے گا۔ جن لوگوں کی حکومت سے زیادہ خدا اور اس کی سنت قدیم کے اعجاز اور کرشموں پر نظر ہے، وہ دیکھ رہے ہیں کہ قادیانی خلافت داخلی انتشار میں مبتلا ہے۔ جماعتی نظام پر جذام کی سی کیفیت طاری ہے۔ وہ خلیفہ جو ہوا پر گرہ لگایا کرتا تھا، اب اس کے ہوش و حواس رخصت ہوچکے ہیں، اس کی تقریریں اس کے جنون کی غمازی کررہی ہیں۔ ایک عمرانی مبصر وثوق سے کہہ سکتا ہے۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اس دور کا مسلمان بیالیس سال سے میاں محمود احمد کے ابلیسانہ تلبیس والتباس کے چکر کو دیکھ رہا ہے۔ ابتداء میں اس نے عمرانی فتنہ سے اغماض کیا لیکن خلیفہ ربوہ کی بڑھتی ہوئی جارحیت سے اس کی چشم بصیرت وا ہوگئی۔ اب ایک کوچہ نورد کو بھی شعور ہے کہ اس شخص نے دین کے نظر فریب پردے میں چہار سو دام تزویر پھیلا رکھا ہے۔ اس نے خود ساختہ الہاموں سے نہ صرف الوہیت کے خلاف علم بغاوت کھڑا کر رکھا ہے بلکہ اس نے انسانوں کی انسانیت پر بھی شب خون مارا ہے۔ اس نے اپنے مریدوں کو ''قردۃ خاسئین'' بنا رکھا ہے، وہ اس کے ہاتھ میں اس طرح رقص کرتے ہیں، جس طرح بندر مداری کے ہاتھ میں۔ بندر مداری سے بھاگ کر جنگل میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ اس کی فطرت مسخ ہوچکی ہے اور وہ جنگل کے بندروں میں رہنے کے قابل نہیں رہا۔ اگر مداری اس کو چھوڑ دے تو وہ بھاگ کر اس کے کھونٹے پر آجاوے گا۔ اس کو اب مداری کی زنجیر میں ہی آرام ہے۔ اگر وہ کہیں جنگل میں جا نکلے تو جنگل کے بندر اس کو مار ڈالیں گے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مداری کی تربیت سے اس کا بندر اپنی فطری خواص کھوچکا ہے۔ اس کی صورت بندر کی سی ہے۔ اس کی فطری ہم جنسی تباہ ہوچکی ہے۔ یہی حال قادیانیوں کا

ہے۔ بیالیس سال ذہنی غلامی میں رہ کر وہ ہر لحاظ سے ایک اجنبی قوم بن چکے ہیں۔ نہ وہ مسلمان معاشرہ سے واسطہ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور نہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم ہی ان کو قبول کرنا چاہتا ہے۔ اس عمل کو خلیفہ ربوہ اپنا شاہکار تصور کرتا ہے اور دن رات اس کا ڈھنڈورہ پیٹتا ہے اور اپنی عمرانی غارت گری کو اپنی کامرانی سے موسوم کرتا ہے''۔

خلیفہ صاحب موصوف نے یہ کارنامہ کس طرح سرانجام دیا، ایک طویل داستان ہے جو راحت ملک کی تاریخی کتاب ''دور حاضر کا مذہبی آمر'' میں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ گویا تاریخ کا ایک سنگین باب قلم وقرطاس کے تعاون سے ایک حسین انداز میں محفوظ ہوگیا ہے۔ اس تعارف میں اختصار کے ساتھ کچھ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ یہ شخص سازش کا ایک کامیاب چکر چلا کر ۲۰رمئی ۱۹۱۴ء کو قادیانی جماعت کا خلیفہ بن بیٹھا۔ خلافت اور نبوت کے اس مناجاتی امتزاج نے ایک فتنہ کی سی صورت اختیار کر لی۔ اس وقت اس شخص کی عمر پچیس سال تھی جو قیادت کے ابدی اصول کے مطابق بڑی ناپختہ عمر ہے۔ کیونکہ عمر کے اس دور میں جذبات میں تلاطم ہوتا ہے اور وہ عقل خام پر حاوی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق قوم کی رہبری اور رہنمائی کا فرض چالیس سال کے بعد تفویض ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت افکار و اعمال میں اعتدال اور توازن آجاتا ہے۔ عام نفسیاتی لحاظ سے بھی پھسلنے کے امکان بہت کم ہوجاتے ہیں۔ میاں محمود نے خدا کی اس نسبت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اور خام عمر ہی میں زاغ ہوتے ہوئے عقابوں کے نشیمن پر متصرف ہوگیا۔ اس نے فوراً ملہم ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس کے قول کے مطابق قرآن کریم کی آیات اس پر نازل ہونا شروع ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ (فداہٗ امی وابی) پر قرآن چالیس سال کے طویل مجاہدے کے بعد نازل ہونا شروع ہوا۔ اس شخص پر اس کے نزول کی تجدید پچیس سال سے پیشتر ہی شروع ہوگئی۔ افتراپردازی کا اس سے بڑا شاہکار تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قوم کے جھکاؤ کو دیکھتے ہی اس نے فضل عمر ہونے کا اعلان کر دیا۔ یعنی وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہے۔ جس نبی کا وہ خلیفہ ہے وہ تو اپنے آپ کو حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کا ادنیٰ ترین غلام ہونے کا مدعی تھا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل ہونے کا داعی بنا اور اپنی قوم سے یہ دعویٰ تسلیم کروالیا۔ اس ایک واقعہ سے اس شخص اور اس کی جماعت کی روحانیت کا راز طشت از بام ہوجاتا ہے۔

اس ''شاطر خرقہ پوش'' نے مسلمانوں کی دو عظیم نعمتوں پر چھاپہ مارا۔ ایک ختم المرسلین اور دوسرا فاروقیت عظمیٰ پر، یہ افتراء برطانوی سنگینیوں کے سائے میں پروان چڑھا۔ ہر چند کہ مسلمان اس دجل وفریب کے خلاف مجادلۂ آرا رہے۔ لیکن ان کے اپنے باطنی اشارے میاں محمود کے نامحمود نظام کی رسی دراز کردی۔ مسلمانوں پر بے بسی کا عالم طاری رہا۔ مسلمانوں کی اس قنوطیت کو دیکھ کر میاں محمود یہ کہتا رہا۔

خضر بھی بے دست و پا الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم ، دریا بہ دریا، جُو بہ جُو

لیکن حق دیر تک پسپا نہیں رہ سکتا۔ وہ باطنی توانائی سے بروئے کار آ کر رہتا ہے۔ جونہی برطانوی استعمار حریت کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا اور میاں محمود کے سفید فام آقا بیک وقت ولینی و دوگوش وطن عزیز سے رخصت ہوئے۔ میاں محمود کا برپا کیا ہوا فتنہ بھی حالتِ نزع میں مبتلا ہو گیا۔ ۱۹۴۷ء میں قادیانیوں نے ''دارالامان'' کو ''دارالنواز'' کہہ کر ترک کر دیا۔ محمودیت کے گئو شالہ سامری پر یہ پہلی ضرب تھی۔

یہ نام نہاد اولوالعزم خلیفہ معرکہ روح و بدن میں مبتلا ہو گیا۔ اسے ''اشداء علی الکفار '' کی آیت بھول گئی۔ کیونکہ معرکہ سخت ہے اور جان عزیز کا معاملہ درپیش تھا اس لیے قادیانیت کی دیوار گریہ کو تھامنے کی ایک ناکام کوشش کی اس نے اعلان کیا کہ وہ قادیان کو ترک نہیں کریگا کیونکہ اس نے مرزا صاحب آنجہانی کی نعش کو سپرد لحد کرتے ہوئے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر سارے لوگ بھی اس مقدس زمین کو چھوڑ جائیں وہ اسی میں رہے گا اور اسی کا ہی ہو کر رہے گا۔ ایک گشتی چٹھی تمام جماعتوں کو بھیج دی جس سے قادیانیوں کو تقویت ملی۔ ان کی ہمت پر دوسرے لوگ ششدر رہ گئے اخباروں میں مقالے چھپے۔ لیکن مقالوں کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی کہ حضرت سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور اس ارض مقدس میں پناہ گزین ہوئے جس کی تخلیق کے خلاف انہوں نے کئی ناکام فتنے تخلیق کئے تھے۔ یہ باور ہے کہ خلیفہ صاحب ہندو سادھو کے بھیس میں قادیان سے رخصت ہوئے جان بچانے کی اس مہم میں مشرک قوم سے تشبیہ پیدا کر کے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کا مصداق بنا۔ مریدوں نے اس کے بھاگنے کے منظر کو دیکھا اس کی راستے میں مدد کی۔ لیکن وہ اس کو اسی طرح نہ چھوڑ سکے جس طرح سدھایا ہوا بندر مداری کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس میں بندر کا کوئی کمال نہیں۔ ہاں مداری کے تخریبی فن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس شخص نے بھی بیالیس برس اسی قسم کا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس نے فطرتوں کو مسخ، بصیرتوں کو بے نور اور عقلوں کو بے فروغ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے قادیانی مرید اس سے الگ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس سے الگ رہنے کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں۔ ان کی رفتار، گفتار اور کردار پرستی کے سانچے میں ڈھل چکے ہیں۔ ان کی ذہنی افتاد کا یہ عالم ہے کہ یہ مبروص ہاتھ کو یدِ بیضا دمِ افعی کو دمِ عیسیٰ تعلیٰ کو تجلی، اظغاثِ احلام کو الہام اور شرارِ بولہبی کو چراغِ مصطفوی سمجھنے کے خوگر ہو گئے ہیں۔ اب ان کے سامنے قادیانیت کی دیوار گریہ کے سوا کچھ نہیں اس کے انہدام کو آہ و بکا سے روکنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ قلیل عرصے کی مہمان ہے۔ کیونکہ اس کی تعمیر میں ایک صورت خرابی کی مضمر ہے۔ وہ اپنا عمل کر کے رہے گی۔ (جاری ہے)

عمر فاروق ہارڈ وئیر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ وئیر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

جعلی نبوت کی اصلی کہانی

ہر سال ۷ ستمبر کو، اسلامیان پاکستان کے لیے ایک یادگار دن کا سورج طلوع ہوتا ہے کہ ۱۹۷۴ء میں اسی دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے تمام مسلم مکاتب فکر کے متفقہ مطالبہ پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کیوں قرار دیا گیا؟ ان کے عقائد ونظریات کیا ہیں، جو ان کے کفر کا سبب بنے؟ قارئین کو ان کفریہ عقائد ونظریات سے باخبر رکھنے کے لیے امام وخطیب کعبۃ اللہ، وفضیلۃ الشیخ عبداللہ ابن السبیل (حفظہ اللہ) کے ایک عربی مقالے ''الایضاحات الجلیلۃ فی الکشف عن حال القادیانیۃ'' کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ اس میں قادیانی عقائد کی ہلاکت آفرینیوں اور دجالی وتلبیسی دلیلوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔

عربی سے اردو ترجمہ کا شرف فاضل جلیل مولانا عبداللطیف (استاذ جامعہ عربیہ، چنیوٹ) نے حاصل کیا ہے۔ جبکہ جامعہ عربیہ چنیوٹ کے مہتمم مولانا خلیل احمد مدظلہ کی برموقع تحریک وتشویق پر، یہ یادگار مقالہ ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

انیسویں صدی عیسوی میں یورپ (اپنے نوآبادیاتی عزائم کے ساتھ) اسلامی ممالک پر حملہ آور ہوا اور اس نے اپنا اقتدار وتسلط مشرق بعید اور مشرق وسطیٰ کے اکثر ممالک پر پھیلا دیا اور ان سامراجی طاقتوں میں برطانیہ پیش پیش تھا جو اس سیاسی اور مادی حملہ کا نگران اور ذمہ دار تھا۔ ہندوستان اور مصر وغیرہ ممالک اس کے زیر اقتدار آ گئے اور برصغیر (پاک وہند) پر اس نے ایسا کنٹرول کرلیا کہ وہ اس کے ہاتھوں گروی اور محبوس ہو کر رہ گیا۔ یہ بات کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں کہ سامراجیوں کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے روکیں اور اس سے دور رکھیں کیونکہ ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بغض وعداوت چھپی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنے اور ان کے اتحاد ویگانگت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے برطانوی سامراجیوں کی ایک بڑی کوشش یہ ہے کہ انہوں نے نبوت کے ایک دعویدار شخص کو کھڑا کر دیا............ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے مشہور ہے جو اگر یہ دعویٰ کرتا کہ وہ اللہ کی بجائے برطانیہ کا بنایا ہوا نبی اور رسول ہے اور اس کا بہت بڑا داعی ہے تو بے شک وہ اس بات میں سچا ہوتا کیونکہ وہ اس کی برتری کو مضبوط کرتا ہے اور اس کو سب پر فضیلت دیتا اور اس کے لیے دعائیں کرتا ہے اور اس کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے اور اس کی فوقیت اور اس کے عدل وانصاف کے گن گاتا ہے۔ یہ سب کچھ ان شاء اللہ تفصیل سے آپ پر واضح ہو جائے گا۔

مرزا قادیانی کی برطانیہ کے ساتھ دوستی اور محبت کا یہ واضح ثبوت ہے کہ وہ اس کے مقرر کردہ پروگرام کو اپناتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا اور ان کو کافر قرار دیتا ہے۔ اسی لیے وہ جہاد جیسے اہم فریضہ کو باطل ممنوع اور منسوخ کہتا ہے۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۹ پر مرزا کا یہ مشہور اعلان درج ہے کہ

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ و قتال

مرزا کے اس اعلان کی وجہ یہ ہے کہ جب مسلمان دین اسلام کی نصرت و سربلندی کے لیے دشمنان خدا کے ساتھ جہاد کرتے ہیں تو برطانیہ وغیرہ تمام طاغوتی طاقتوں پر مسلمانوں کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔ ان پر ہیبت چھا جاتی ہے اور وہ طاقتیں لرزہ براندام ہو جاتی ہیں۔ پس اگر آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کے مطابق جہاد ختم ہو جائے تو کفار مسلمانوں کے اقتدار، ملکی وسعت اور غلبہ سے مامون اور بے خوف ہو جائیں گے۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت: دیگر بہت سے نفس پرست اور دنیا پرست لوگوں کی طرح مرزا قادیانی نے بھی دعویٰ نبوت کیا۔ وہ ۱۸۴۰ء میں ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے علاقہ گورداسپور کے ایک گاؤں ''قادیان'' میں پیدا ہوا۔ نہایت ہی معمولی تعلیم پائی تھی۔ اس نے انگریز کے اشارہ پر انیسویں صدی کے اواخر (۱۸۹۱ء) میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ اور اپنی جھوٹی نبوت کے نہ ماننے والوں کو اس نے کافر قرار دیا اور اس نے ایک جماعت کی بنیاد رکھی جو قادیانی اور احمدی کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے اپنی جھوٹی نبوت کی نشر و اشاعت کے لیے اپنے گاؤں قادیان کو مرکز بنایا۔ اسی کام میں وہ کئی برس مصروف رہا۔ یہاں تک کہ مئی ۱۹۰۸ء میں بمرض ہیضہ انتقال کر گیا۔

قادیانیہ کے عقائد: ذیل میں ان کے عقائد کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

۱) اسلام کے اساسی عقیدہ ''ختم نبوت'' کا انکار کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پیغمبر رسول اکرم کا خاتم النبیین (آخری نبی) ہونا قرآن کریم اور سنت متواترہ سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ''حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے (آخری نبی) ہیں''۔ اور علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص قرآن کریم کے ایک حرف کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہونا اہل اسلام کے نزدیک ہمیشہ سے مسلمہ رہا ہے۔ قادیانی اس کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کا باپ تھا۔ (۱) (نعوذ باللہ) اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تکذیب لازم آتی ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون

"بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالتِ عجیبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کی حالتِ عجیبہ کے مشابہ ہے کہ ان کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا کہ ہو جا، پس وہ ہو گئے"۔ لہٰذا قرآن کریم کی تکذیب اور حضرت مریمؑ پر بہتان طرازی جس سے اللہ رب العزت نے برأت ظاہر فرمادی ہے اور بہتان میں دنیا کی سب سے بڑی مغضوب اور مردود قوم یہود کے ساتھ اشتراک اور اتفاق کی وجہ سے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (۲)

۳) امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا تھا، وہ قیامت کے قریب خاتم الانبیاء رسول اکرم ﷺ کے ایک نہایت وفادار جرنل کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مگر قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر نہیں اٹھایا۔ (۳) اس سے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تکذیب کر رہے ہیں۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبّه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه مالهم بذالک من علم الاتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيماً ۔" حالانکہ انہوں نے نہ ان کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں، وہ غلط خیال میں ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں"۔

۴) انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار جو حدِ تواتر کو پہنچ چکے ہیں اور قرآن کریم کے متعدد مقامات میں حضرت صالح، موسیٰ، عیسیٰ اور رسول اکرم ﷺ سب کے قصص میں ان کا ذکر موجود ہے۔

۵) اسلامی جہاد کے ممنوع اور منسوخ ہونے کا دعویٰ حالانکہ کتاب وسنت میں بیسیوں مرتبہ اس کا حکم موجود ہے اور علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا اور وہ امت مسلمہ پر واجب علی الکفایہ ہے اور بعض مقامات وحالات میں فرض عین ہے۔

۶) مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ مہدی ہے اور عیسیٰ بن مریم ہے اور سب مرزائی اس بات میں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

۷) مسلمانوں کے ساتھ انتہائی عداوت اور کافروں کی تائید وحمایت خصوصاً برطانیہ کے ساتھ وفاداری جو باطل عقائد کی ترویج و اشاعت کے لیے ان پر مال ودولت کی بارش برساتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز کے ہر مفتوحہ علاقہ میں حتیٰ کہ اسرائیل میں اپنے مرکز قائم کر رکھے ہیں، جہاں سے ان کو ہر طرح کی تائید اور امداد ملتی رہتی ہے، یہاں تک کہ انہوں نے وہاں سے ایک "بشریٰ" نامی ماہانہ رسالے کا اجراء کر دیا ہے۔ یہ سب کچھ اور اس کے علاوہ دورانِ بحث آ رہا ہے، وہ مسلمانوں کے خلاف ان کے خبیث عزائم کی نشاندہی کرتا ہے اور ان کے ان باطل اصول ومبادی پر دلالت کرتا ہے جو ملت اسلامیہ کے صریح مخالف اور اصول وقواعد دین کے بالکل متناقض ہیں۔

(۱) ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰/ روحانی خزائن ص ۲۱۲، ج ۱۸ (۲) چشمہ مسیحی ص ۲۶/ روحانی خزائن ص ۳۵۵-۳۵۶، ج ۲۰
(۳) ضمیمہ حقیقۃ الوحی، ص ۳۹/ روحانی خزائن، ص ۶۶۰، ج ۲۲)

دور حاضر کا متنبی: آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ظہور کے آغاز میں مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا (۱) پھر وہ اپنے دعاوی میں آہستہ آہستہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا اور اپنے گمان کے مطابق دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے (۲) پھر دعوی کیا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ ہے (۳) جو آخر زمانے میں آسمان سے نزول فرمائیں گے پھر اس نے دعویٰ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے (۴) (اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے بہت بلند و بالاتر ہے)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کتاب النبوات ص ۲۲۸ پر مکذبین کے احوال و علامات اور ان کے کذب و بہتان پر دلالت کرنے والے جو نشانات اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتے ہیں۔ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ''بے شک قرآن کریم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ دلائل و براہین، حجج و تبینات کے ذریعہ کذاب کی تائید نہیں فرماتے بلکہ ضرور اس کا جھوٹ اور فریب ظاہر کر کے انتقام کے طور پر اس کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں'' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' **ولو تقول علینا بعض الاقاویل لا خذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین . فما منکم من احد عنه حاجزین** ''(ترجمہ) اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی) باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑتے پھر ہم ان کی رگ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں کوئی ان کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' **فلا اقسم بما تبصرون ومالاتبصرون. انه لقول رسول کریم .وماهو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون .ولابقول کاهن قلیلاما تذکرون . تنزیل من رب العالمین** ''ترجمہ۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے کہ یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم بہت کم سمجھتے ہو (بلکہ) رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا (کلام) ہے''۔

پھر شیخ الاسلامؒ ص ۲۳۰ پر فرماتے ہیں ''اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ وہ صادق اور کاذب کے درمیان اس طرح مساوات نہیں فرماتے کہ ایسے امور بروئے کار لائیں جن سے صادق کی صداقت نمایاں ہو جائے اور اس کی تائید و حمایت کر کے عزت بخشیں، اس کا انجام بہتر قرار دیں اور دنیا جہان میں اس کا ذکر خیر باقی رکھیں اور کاذب کے کذب و فریب کا پردہ فوراً چاک کر کے اس کو ذلیل و رسوا کر دیں، اس کا انجام سیاہ و تباہ کر دیں اور دنیا میں اس کے لیے لعنت مذمت رہنے دیں جیسا کہ واقع ہو چکا'' انتھا۔

شیخ الاسلامؒ شاید اس سے اس امر کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں جو مدعیانِ نبوت کے لیے رونما ہوا کہ شروع میں ان کو اقتدار اور غلبہ حاصل ہوا اور وہ جولانیاں دکھلانے لگے پھر جلد ہی ان کا معاملہ درہم برہم ہو گیا اور وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور دنیا جہان والوں کے لیے عبرت کا نشان بن گئے، دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں دہکتی آگ ان کے حصہ

---

(۱) تذکرہ ص ۲۵۷۔ (۲) تذکرہ ص ۳۶۷ طبع ربوہ۔ (۳) اتمام الحجہ روحانی خزائن جلد ۸ ص ۲۷۵۔ (۴) البشریٰ جلد اول ص ۴۹

میں آئی جیسے اسود عنسی، مختار بن ابی عبید ثقفی اور مسیلمہ کذاب وغیرہ۔

اسود عنسی: اس کا نام عیھلہ بن کعب بن غوث۔یمن کے شہر کہف حنان کا رہنے والا تھا۔اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور سات سو جنگجوؤں کا لشکر لے کر نکلا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے عمال کو لکھا۔''اے ہم پر مسلط ہونے والو! جن زمینوں پر تم قابض ہو چکے ہو وہ ہمیں واپس کر دو اور جو مال وغیرہ تم نے جمع کیا ہے وہ ہمیں فراہم کر دو ہم اس کے زیادہ لائق ہیں اور تم اپنے حال پر رہو''۔ ذرا مدعی نبوت کی اس تحریر کو دیکھو اس کے اور اللہ رب العزت کے سچے رسول حضرت محمد ﷺ کے مکتوب گرامی کے درمیان موازنہ کرو۔مکتوب گرامی ملاحظہ ہو''سلام علی من اتبع الھدیٰ . (قل یا اھل اللکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لانعبدالا اللہ ولا نشرک بہ شیأ ولا یتخذ بعضنا بعضا اربا با مّن دو ن اللہ ، فان تولوا فقولو ا اشھدوا بأنا مسلمون '' ترجمہ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔آپ فرما دیجیے،اے اہل کتاب آ ؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر، پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں۔'' یہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین، اس یکتا و یگانہ اللہ کی عبادت کی دعوت پر مشتمل ہے،رہا اسود عنسی تو وہ صرف زمین اور مال کا مطالبہ کرتا ہے، پھر اس کے باطل کو کچھ قوت اور غلبہ حاصل ہوا اور نجران اور صنعاء پر تین ماہ قابض رہا لیکن جیسا کہ مشہور ہے للباطل جولۃ باطل کی ایک جولانی ہوتی ہے، پھر وہ انحطاط پذیر ہو جاتا ہے۔اسود عنسی بری طرح ہلاک ہوا،وہ اپنے محل میں اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور پہرے دار اس کو اپنی حفاظت میں لیے ہوئے تھے۔لیکن وہ دفاع نہ کر سکے۔جب فیروز نامی شخص اسے قتل کرنے لگا تو وہ اسود اس طرح خرخر کرنے لگا جیسے کوئی بیل ڈکارتا ہو۔محل کے پہرے دار یہ آواز سن کر دوڑتے ہوئے آئے اور پوچھنے لگے کہ ہمارے آقا کا کیا حال ہے؟ بیوی نے انہیں خاموش! کہہ کر روک دیا اور کہنے لگی تمہارے نبی پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔حالانکہ وہ دم توڑ رہا تھا۔رسول اکرم ﷺ کو اس کے قتل ہو جانے کا واقعہ اسی وقت بذریعہ وحی معلوم ہو گیا جبکہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور اسود عنسی یمن کے شہر صفاء میں قتل ہوا تھا۔آپ ﷺ نے صبح کے وقت صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے فرمایا کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا۔اس کو ایک بابرکت خاندان کے ایک مسلمان شخص نے قتل کیا ہے۔صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا:''فیروز، فیروز''۔

مسیلمہ کذاب: اسی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا لیکن وہ کہتا تھا کہ میں آپ ﷺ کی نبوت میں شریک ہوں اور مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور اس کی مزعومہ وحی میں سے ایک یہ ہے لقد انعم اللہ علی الحبلی اخرج منھا نسمۃ تسعی من بین صفاتی وحشا'' بے شک اللہ تعالیٰ

حاملہ عورتوں پر رحم کرتا ہے۔ ان سے چلتے پھرتے جاندار نکالتا ہے جو نکلتے وقت پردوں اور جھلیوں کے درمیان لپٹے رہتے ہیں'' پھر اس نے اپنی قوم کے لیے زنا کو جائز قرار دیا اور شراب حلال کر دی اور ان سے نماز معاف کر دی اور اس نے رسول اکرم ﷺ کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کے نام مسیلمہ کذاب کا مکتوب اور اس کا جواب:

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ :فاِنی اُشرِکتُ فی الامر معک وان لنا نصف الامر ولقریش نصف الامر ،ولیس قریش قوما یَعدِلوُن۔

''اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد ﷺ کے نام۔ واضح ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریکِ کار ہوں۔ عرب کی سرزمین نصف ہماری ہے اور نصف قریش کی لیکن قوم قریش زیادتی اور ناانصافی کر رہی ہے''۔

اس کا قاصد خط لے کر رسولِ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے جواب لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب: سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ اما بعد فان اللہ للہ یورثھا من یشاء من عبادہ۔ والعاقبۃ للمتقین'' ترجمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من جانب محمد رسول اللہ بنام مسیلمہ کذاب۔ سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد معلوم ہو کہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو وارث و مالک بنا دیتا ہے اور عاقبت کی کامیابی پرہیزگاروں کے لیے ہے ...... نیز مسیلمہ کا گمان تھا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ اپنی وحی سورۂ کوثر کے مقابلہ میں پیش کرتا تھا چنانچہ اس نے اپنی وحی ذکر کی: ''یاوبر یاوبر، انما انت اذنان وصدر، وسائرک حقر نقر۔'' آپ دونوں تحریروں کے درمیان فرق ملاحظہ کریں دونوں کے درمیان اتنا بُعد ہے جتنا ساتویں آسمان اور سب سے نچلی زمین کے درمیان ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے بعد مختار بن ابی عبید ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے باپ ابوعبید ان حضرات میں سے ہیں جو آپ ﷺ کی زندگی میں مشرف بہ اسلام ہوئے لیکن انہیں شرف صحابیت نصیب نہ ہوا اور وہ شہید ہو گئے۔ مختار بڑا جھوٹا شخص تھا کہتا تھا میرے پاس جبرائیل کے ہاتھ وحی آتی ہے۔ امام احمدؒ نے رفاعۃ بن شدادؒ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مختار کے پاس آیا تو اس نے میری طرف تکیہ کر دیا اور کہا ''اگر میرا بھائی جبرائیل یہاں سے اٹھ کھڑے ہوتے تو میں یہ بھی آپ کو پیش کر دیتا۔ حضرت رفاعہ نے فرمایا میرا ارادہ ہوا کہ اس کی گردن اڑا دوں لیکن مجھے رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔'' ایما مومن امن مومنا علی دمہ فقتلہ فانا من القاتل بریٔ'' ترجمہ: جو مومن کسی مومن سے اپنے خون پر بے خوف ہو پھر وہ اس کو قتل کر ڈالے تو میں قاتل سے بے زار ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے عرض کی گئی کہ مختار کہتا ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے انہوں نے فرمایا کہ سچ کہتا ہے ایسی وحی کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں فرمائی ہے'' وان الشیاطین لیوحون الی اولیاء ھم ''ترجمہ: شیاطین اپنے مددگاروں پر وحی نازل کیا کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے مختار بن ابی عبید کے خروج، اس کے جھوٹ اور حجاج کے متعلق

اطلاع فرمائی ہے پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' قبیلہ بنوثقیف میں ایک کذاب اور ایک ہلاک کرنیوالا ہوگا'' علماء کرام نے کذاب کی تفسیر مختار بن ابی عبید سے اور مُبیر کی حجاج سے فرمائی ہے اور وہ دونوں قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح جھوٹے مدعیانِ نبوت اکثر زمانوں میں ہوتے رہے ہیں خصوصا خلافت بنی عباس کے دور میں ان کے متعلق خبروں کی کثرت ہوئی ہے مگر حکومت کے استحکام کی وجہ سے عوام الناس کے سامنے ان کا شر وفساد ظاہر ہونے سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دیا جاتا تھا۔ منجملہ اس کے روایت ہے کہ ایک شخص نے خالد بن عبداللہ تسری کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور قرآن کریم کے مقابل اپنا الہامی کلام پیش کیا۔ اسے خالد تسری کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ قرآن کریم میں جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے'' انا اعطیناک الکوثر . فصل لربک وانحر . ان شانئک ھو الابتر ''میں نے اس کے مقابل الہامی کلام پیش کیا ہے جو بہت عمدہ ہے اور وہ یہ ہے'' انا اعطیناک الجماھر . فصل لربک وجاھر . ولا تُطِع کل ساحر و کافر '' خالد نے برہم ہوکر حکم دیا کہ اسے سولی پر چڑھا دیا جائے چنانچہ اسے لکڑی کی سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اتفاق سے خلف بن خلیفہ شاعر کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے اسے لٹکتے ہوئے دیکھ کر کہا'' انا اعطیناک العمود، فصل لربک علی عود، وانا ضامن عنک الاتعود ''ایک شخص کی ابن عیاش سے ملاقات ہوئی۔ وہ شراب کا دلدادہ تھا تو کہنے لگا آپ کو معلوم ہے؟ ایک نبی مبعوث ہوا ہے جو شراب کو حلال قرار دیتا ہے۔ اس نے کہا، اس کی بات قبول نہ ہوگی، جب تک وہ مادر زاد نابینا اور کوڑھی کو تندرست نہ کردے۔ اسے کوفہ کے گورنر کے سامنے لایا گیا۔ اسے توبہ کرنے کو کہا اس نے توبہ اور رجوع کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی والدہ روتی ہوئی اس کے پاس حاضر ہوئی اور گورنر کے پاس اس سے نرمی اور مہربانی کا سلوک و معاملہ کرنے لگی تو اس نے کہا ایک طرف ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تیرے دل کو قوت بخشے اور صبر عطا کرے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل کو قوت عطا فرمائی۔ اور اس کا والد اس کے پاس آیا اور اس نے دعویٰ نبوت سے رجوع کرنے کو کہا تو اس نے جواب دیا ۔ اے آزر! ایک طرف ہو جا، آخر گورنر کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔ اور انیسویں صدی کے اواخر میں اس مرزا قادیانی کا ظہور ہوا اور اس نے نبی ہونے کا پھر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا جو آخر زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے وغیرہ۔ اس لیے وہ اس کا حقدار ہے کہ اسے کذاب کا لقب دیا جائے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے زمانے کے مدعی نبوت کو مسیلمہ کذاب کا لقب دیا تھا، اسے بھی غلام احمد کذاب کے لقب سے ذکر کرنا چاہیے۔ اور یہ لوگ جنہوں نے اس کی دعوت قبول کر لی اور کسی برہان اور واضح دلیل کے بغیر اس کی تصدیق کر بیٹھے، نہ جانے ان کی عقلوں کو کیا ہو گیا کہ محض اس کی آواز پر لبیک کہہ دیا اور بلا سوچے سمجھے بات کی تحقیق اور دعویٰ کی جانچ پڑتال کے بغیر اس کی بات مان لی۔ اگر انہیں احکام اسلام، آیاتِ قرآنیہ اور انبیاء و رسل علیہم السلام کے بینات و معجزات کا کچھ علم ہوتا تو اس کذاب کی دعوت، اس کا کذب و بہتان ہرگز قبول نہ کرتے۔ اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ رب العزت لازماً ایسے خوارق و معجزات سے نوازتے تھے............ جن کی مثل لانے سے تمام انسانیت عاجز ہوتی ہے اور وہ ان کی تصدیق کا باعث ہوتے ہیں۔

دیکھئے! یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا زمین پر ڈالتے ہیں تو وہ ایک دوڑتا ہوا اژدھا بن جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ

کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جو بھڑکتی ہوئی بہت بڑی آگ میں ڈال دیئے گئے تو وہ ان کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی والی ہوگئی۔ اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو مادرزاد نابینا اور کوڑھی کو تندرست اور مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کردیتے تھے اور ہمارے پیغمبر نبی آخر الزمان رسول اکرم ﷺ ہیں جن کے قلب اطہر پر قرآن کریم نازل ہوا جس نے تمام عرب پہلوں اور پچھلوں سب کو چیلنج کیا کہ وہ اس جیسا کلام بنالائیں یا اس جیسی دس سورتیں یا کم از کم ایک سورت ہی بنالائیں تو وہ سب عاجز رہے اور نہ بنا سکے اور قیامت تک نہ بنا سکیں گے۔ اور آپ ﷺ کی انگلی مبارک کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اور آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کے فوارے پھوٹ نکلے، حتیٰ کہ تمام لشکر جو ڈیڑھ ہزار یا اس سے کچھ زیادہ تھا سیراب ہوگیا۔ اور آپ ﷺ نے درخت کو آواز دی، وہ آپ کے پاس حاضر ہوگیا اور پھر اسے واپسی کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ واپس ہوگیا اور گوہ نے آپ سے کلام کیا اور کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور آپ اسی جسم بحالتِ بیداری معراج کے لیے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اسی طرح کھجور کا تنا جس پر آپ نے کھڑے ہونا چھوڑ دیا تھا۔ اس کے رونے کا واقعہ رونما ہوا۔ اور آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ جوان کے رخسار پر گر پڑی تھی، اس کو اس کی جگہ پر واپس فرمادیا اور ان کے بعد ان کا صاحبزادہ اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے اپنے مشہور اشعار کے ذریعہ فخر کرتا ہے۔

انا ابن الذی سالت علی الخدعینه فردت بکف المصطفیٰ ایمارد

فعادت کما کانت لاحسن حالها فیاحسن ما عین و یاحسن مارد

میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تھی پھر رسول اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھ سے واپس ہوگئی اور وہ پہلے سے بہترین حالت پر واپس ہوئی۔ وہ آنکھ بھی کیا خوب تھی اور اس کی واپسی بھی کیا عمدہ تھی۔ اسی طرح سفرِ ہجرت میں ام معبدؓ کی بکری کا واقعہ ہے کہ جس کے تھن لاغری کی وجہ سے خشک ہوگئے تھے اور وہ چراگاہ تک جا نہیں سکتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو وہ فوراً دودھ دینے لگی جسے سب نے نوش فرمایا اور پھر پیالہ بھر کر ام معبدؓ کے پاس رکھ دیا اور اس کے علاوہ سینکڑوں وہ معجزات ہیں جو علماء کرام نے صحاح ستہ، مسانید اور سنن وغیرہ کتب میں ذکر فرمائے ہیں۔ طوالت کے خوف سے یہاں ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

مسافران آخرت

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم اور مخلص کارکن محترم عبدالغفور صاحب کی اہلیہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆ لاہور میں ہمارے معاون اور مہربان جناب وسیم احمد کے بھائی محترم ندیم احمد صاحب گزشتہ ماہ کراچی میں انتقال کر گئے۔

احباب و قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کے لیے دعاء مغفرت و ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ (آمین)

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆ پاکستان میں امریکی فوج کی تعیناتی کے لیے مذاکرات نہیں کیے جارہے۔ (ٹونی فرینکس)

کہ یہاں تو پہلے ہی ہماری اپنی حکومت ہے۔

☆ ناکوں اور تھانوں میں پولیس، شہریوں سے گفتگو کا آغاز ''السلام علیکم'' سے کرے۔ (ڈی پی او)

اور پھر چاہے تربیت کے مطابق ماں بہن ایک کر دے۔

☆ ہم بے ادب ہوگئے ہیں۔ (نثار میمن)

اسی لیے بے ڈھب ہوگئے ہیں۔

☆ بے نظیر کے کاغذات مسترد...... جیالے سڑکوں پر آگئے۔ (ایک خبر)

ہے جمالو............ اسی بسر اچ مٹی پاواں گے............ ہے جمالو!

☆ عابدہ اور فیصل صالح کی، ریٹرننگ آفیسر کے سامنے تلخ کلامی۔ (ایک خبر)

دنیا مردار ہے اور اس پہ جھگڑنے والے کتے۔

☆ رقاصہ ہوں مگر فحش ڈانس نہیں کرتی۔ (رینا صدیقی)

ناچتی ہوں مگر پاؤں نہیں ہلاتی۔

☆ جنرل پرویز مشرف، خواتین کو، جہادی مُلا سے بچا کر آزادی دینا چاہتے ہیں۔ (رانا اعجاز)

کھلا ای کھاؤ............ ننگے ای نہاؤ!

☆ اس بار وڈیروں کے بیٹوں اور اُن کی بیگمات کی اسمبلی وجود میں آئے گی۔ (میاں رفیق)

الیکشن ۲۰۰۲ء کا نیا البم!

☆ شرعی قوانین کا معاملہ آنے والی پارلیمنٹ پر چھوڑ دیا۔ (پرویز مشرف)

''کہ یہ کوئی ضروری معاملہ نہیں''

☆ مجاہدین امریکی پیداوار ہیں۔ (نثار میمن)

جہادیوں سے خطرہ نہیں۔ (راشد قریشی)

پاکستان کو جہاد کی ضرورت نہیں۔ مجاہد یہاں سے چلے جائیں۔ (معین حیدر)

☆ پی آئی اے کا کپتان شاہد، ائیر ہوسٹس کو بنکر میں لے گیا، دوران پرواز زیادتی۔ (ایک خبر)

بے شرم! جہاز کو لینڈ تو ہو لینے دیتا!

☆ فیصل مختار اور مفتی عبدالقوی، پرویز الٰہی سے ملاقات کے لیے لاہور روانہ۔ (ایک خبر)

چلوتم ادھر کو، ہوا ہو جدھر کی

☆ پاکستانی تعاون کے باوجود، امریکی جھکاؤ، بھارت کی طرف ہے اور رہے گا۔ (فرانسس فرینکل)

چُو پو! ہور چُو پو گئے!

☆ گیارہ ستمبر کے بعد، عورتوں اور غیر مسلموں کے خلاف چند ظالمانہ روایات ختم کرنے میں مشرف حکومت کو جرأت ملی۔ (نجم سیٹھی)

خدا اور رسول کی تعلیمات کو ''ظالمانہ روایات'' کا نام دینے والوں پر لعنت بے شمار.......... بکارِ ثواب!

''میں جو بات کروں گا، آپ کے سامنے کروں گا ......سادہ کروں گا......صاف کروں گا......ستھری کروں گا......بے عیب کروں گا......سمجھانے کی کوشش کروں گا......افہام کے ساتھ کروں گا......تفہیم کے ساتھ کروں گا......بولتی ہوئی کروں گا......چلتی ہوئی کروں گا......کردار کے ساتھ کروں گا......گفتار کے ساتھ کروں......خیال کے ساتھ کروں گا......فکر کے ساتھ کروں گا......نظر کے ساتھ کروں گا......استدلال کے ساتھ کروں گا......اور پھر آپ پر یہ فیصلہ چھوڑ دوں گا کہ میری بات میں کوئی سچائی ہے کہ نہیں ہے''۔

ایسی ہی گنگا جمنی زبان میں، آغا شورش کاشمیریؒ کی بارہ ولولہ انگیز تقاریر کا مجموعہ

خطبات شورش

ترتیب و تدوین: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

عنقریب منصۂ شہود پر آ رہا ہے۔ خوبصورت گیٹ اپ، ضخامت: 336 صفحات **(زیر طبع)**

مکتبہ احرار۔ 69/C۔ حسین سٹریٹ، وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور

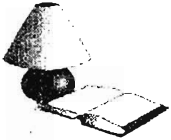

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا لازمی ہے

نام کتاب: ''ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن'' (جلد اوّل)

افادات: شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتھم

جمع وترتیب: مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

قیمت: ۲۲۵ روپے/ ملنے کا پتہ: میر محمد لقمان برادران سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

محدث جلیل مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہٗ کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے نوازا ہے۔ وہ جامع المعقول والمنقول بھی ہیں اور شیخ الحدیث والتفسیر بھی۔ ایک طرف وہ صوفی کامل اور حضرت مولانا حسین علی (واں بھچراں والے) کے خلیفہ مجاز ہیں تو دوسری طرف فرق باطلہ کا قومی دلائل سے رد کرنے والے معروف قلمکار اور مجاہد ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ۲۵ سال دورۂ تفسیر پڑھایا۔ قریباً پچاس سال گکھڑ منڈی کی جامع مسجد میں درس قرآن مجید دیا ان دروس سے ہزاروں علماء کرام اور عام مسلمانوں نے فائدہ اٹھایا۔

گکھڑ منڈی کے اس عوامی درس کو آپ کے معروف شاگرد اور ممتاز عالم دین مولانا محمد نواز بلوچ مہتمم مدرسہ ریحان لمدارس ایم اے جناح روڈ گوجرانوالہ نے مرتب کیا ہے۔ جس کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ یہ دروس پنجابی زبان میں دیئے گئے تھے، انہیں اردو میں منتقل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ، مولانا محمد نواز بلوچ اور ناشر کو جزائے خیر دے اور دوسرے حلقہ ہائے درس افادات بھی منظر عام پر لانے کی ہمت وتوفیق دے۔ آمین (تبصرہ: مولانا مشتاق احمد)

نام کتاب: ''زبدۃ القرآن''

ضبط وترتیب: حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ (شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

قیمت: ۱۲۰ روپے/ ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ، سرحد

ولی کامل، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے نام نامی سے کون واقف نہیں؟ آپ سلسلہ قادریہ کے معروف بزرگ تھے، قرآن کریم سے خاص لگاؤ تھا۔ تحریک ریشمی رومال کے سلسلہ میں دہلی میں گرفتار ہوئے۔ انگریز نے لاہور لا کر چھوڑ دیا اور لاہور سے باہر جانے پر پابندی لگا دی۔ لاہور میں آپ نے شیرانوالہ گیٹ کے علاقہ کی ایک چھوٹی سی مسجد کو اپنی دینی جدوجہد کا مرکز بنا لیا، لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دینے لگے، روزانہ درس قرآن اور سال میں دو تین ماہ کا علماء کرام کے لیے ریفریشر

کورس آپ کا تاحیات معمول رہا۔ عامۃ الناس کی رہنمائی کیلئے آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر حواشی بھی تحریر کئے۔ معروف عالم دین مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نے اپنے طالب علمی دور میں حضرت لاہوریؒ سے استفادہ کیا اور حضرت کی تقاریر کے نوٹس تیار کیے تھے۔ اب انہی نوٹس کو کتابی شکل میں معرض وجود میں لائے ہیں۔ یہ کتاب علم تفسیر کے اصول ومبادی قرآن مجید کی تفسیر اور جملہ معترضہ کے طور پر بیان کیے گئے علمائے دیوبند کے اور آخری پارہ کی چند سورتوں کے واقعات کا حسین امتزاج ہے۔ (تبصرہ: مولانا مشتاق احمد)

جریدہ: ماہنامہ ''مسیحائی'' کراچی (''سیرت رسول ﷺ نمبر'')

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

قیمت: ۴۰ روپے/ ضخامت: ۸۲ صفحات/ پتا: 4-3 حاجی ادریس مینشن، رتن تلاؤ عقب فریئر مارکیٹ، کراچی

رسول اکرم ﷺ کی ہسٹری کو پڑھو تو اوّل سے تابہ آخر
وہ آپ ثابت کرے گی اپنا عظیم ہونا عجیب ہونا

زیر نظر پرچہ میں سیرت رسول کریم ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو واقعی قابل داد ہے۔ اس الحادی و مادی دور میں، روح کی بالیدگی کی بات کرنا، بے شک معاشرے کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ پرچے کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے کیا گیا ہے کہ

خدا کے نام پر قربان تم ساری نعم کردو
اور اختر اپنے قلب و جاں کو نذر حرم کردو

اور پھر نعت رسول مقبول ﷺ کہ ؎

پڑھتا ہے درود آپ ہی تجھ پر ترا خالق
تصویر پہ خود اپنی مصور بھی فدا ہے

اور ؎

ساحل سے لگے گا کبھی میرا بھی سفینہ
دیکھیں گے کبھی شوق سے مکہ و مدینہ

زیر بحث رسالہ میں سیرت رسول اکرم ﷺ، آپ کے معمولات، تعلیم وتربیت، سیرت طیبہ کی روشنی میں، اسوۂ حسنہ کی روشنی میں بچوں کی نگہداشت، حضور اکرم ﷺ اور احترام آدمیت کے موضوعات پر مشتمل خوبصورت تحریریں شامل کی گئی ہیں۔ (تبصرہ: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)

دفاعِ ختم نبوت: کچھ واقعات، کچھ تذکرے، کچھ قصے اور کچھ حکایتیں یکجا ہوکر، اس کتاب کے پیکر میں ڈھل گئی ہیں۔ موضوع، عنوانِ کتاب سے ظاہر ہے۔ مؤلف، جناب طاہر عبدالرزاق ہیں۔ ان کے بقول..... ''یہ کتاب اُن عظیم لوگوں کی، عظیم زندگیوں کے عظیم نقوش پر مشتمل ہے، جنہوں نے اپنی زندگیاں دفاع ختم نبوت پر نچھاور کردیں۔ اسے پڑھیے کہ دفاع ختم

نبوت ہم سب کا فریضہ ہے''۔

عقیدہ، عمل، ایمان اور نجات کے راستے پر گامزن اولوالعزم، پاکباز اور بامراد راہیوں کے روشن تذکروں پر مشتمل یہ کتاب محاسبۂ قادیانیت کی گزشتہ سوسالہ تاریخ کے کتنے ہی غیر معروف گوشوں کو اجالتی اور نکھارتی ہے۔ مؤلف کی خواہش اور کوشش اسی قدر ہے کہ یہ اجلا پن ہمارے عقیدہ و عمل کا مستقل حصہ بن جائے۔ ان کی خواہش مبارک اور کوشش کامیاب ہے۔ کتاب کی قیمت: ۹۰ روپے، ضخامت: ۲۰۸ صفحات اور ملنے کا پتا: علم و عرفان پبلشرز، اردو بازار لاہور ہے۔ (تبصرہ: ذوالکفل بخاری)

سوانح قائد ملت: مولانا مفتی محمود علیہ الرحمۃ کے تذکرہ و سوانح پر مشتمل یہ کتاب مولانا عبدالقیوم حقانی نے ایک خاص مقصد کے تحت لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے محض مناقب، فضائل، مدح سرائی، القاب آرائی، مبالغہ آمیزی، کشف و کرامات اور مبشرات و منامات سے حتی الوسع اجتناب کیا ہے اور حتی المقدور وہ پہلو سامنے لائے ہیں جو محرک فکر و عمل اور باعثِ انقلابِ اسلامی ہوں''۔ اس اعتبار سے یہ کتاب یقیناً دلچسپ اور معلوماتی ہے۔ لیکن ''انقلاب اسلامی'' کے لیے درکار جدوجہد، صاحب سوانح کے تذکرے میں جو تاریخی اور سیاسی معنویت رکھتی ہے، اس سے کہیں بحث نہیں کی گئی۔

مؤلف کتاب، مولانا عبدالقیوم حقانی، منتشر اور متفرق مآخذ سے کارآمد مواد کی فراہمی و انتخاب کا خصوصی ملکہ اور ذوق رکھتے ہیں۔ اس کا اظہار اس کتاب میں بھی بخوبی ہوا ہے۔ کتاب کی ضخامت: ۳۶۶ صفحات، اور قیمت: ۱۲۰ روپے ہے جبکہ ناشر ادارہ القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، نوشہرہ (ضلع سرحد) ہے۔ (تبصرہ: ذوالکفل بخاری)

نام کتاب: دینی مدارس نصاب و نظامِ تعلیم اور عصری تقاضے

مؤلف: مولانا ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری مدظلہ

قیمت: ۲۹۵ روپے/ ملنے کا پتا: فضلی سنز لمیٹڈ فضلی بک سپر مارکیٹ، 503/3، ٹیمپل روڈ (نزد ریڈیو پاکستان) اردو بازار، کراچی

دینی مدارس کے نظامِ تعلیم و تربیت کے متعلق دو قسم کے نکتۂ نظر پائے جاتے ہیں کچھ اسے جوں کا توں رکھنے کے حامی ہیں اور کئی ایک اس میں جدید تقاضوں کے مطابق تبدیلیاں چاہتے ہیں، مدت تعلیم کی طوالت و اختصار کے حوالہ سے بھی دو آراء ہیں۔ مدارس کے موجودہ نظام کے نتائج بھی بعض حوالوں سے نظر ثانی کے محتاج ہیں۔ غرضیکہ یہ ایک ایسا وسیع موضوع ہے جس پر گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے بحث جاری ہے۔ ہر گروہ کی اپنی اپنی سوچ۔ جدا جدا تجربات ہیں۔ علیحدہ، علیحدہ دلائل ہیں لیکن اتنی بات طے شدہ ہے کہ برصغیر میں انگریزی استبداد اور ہندوؤں اور عیسائیوں کی ریشہ دوانیوں کے باوجود اگر اسلام زندہ ہے تو ان مدارس اور ان بوریا نشین علماء کرام کی بدولت ہے۔

زیر نظر کتاب دراصل انڈیا میں منعقد ہونے والے ایک سیمینار میں پڑھے گئے مقالات و دیگر اہل علم کے فاضلانہ مضامین کا ایک بہترین مجموعہ ہے جس میں دینی مدارس کے نصاب پر تفصیلی مباحث موجود ہیں جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ احقر کی رائے میں ہر مدرسہ کے مہتمم اور صدر مدرس کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے دل و دماغ

،تدبر وتفکر،علم ومطالعہ کے بیسیوں دروازے کھلتے ہیں۔ اگر احقر کی تلخ نوائی کو معاف کر دیا جائے اور وسیع القلبی سے کام لیا جائے تو دینی مدارس کے انتظام وانصرام ،نصاب ،تعلیم وتربیت سے براہ راست تعلق رکھنے والے واجب الاحترام علماء کرام کی خدمت میں ایک سوال کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ دینی مدارس کے موجودہ نظام ونصاب میں دور جدید کے تقاضوں کے مطابق مناسب تبدیلیوں کا احساس اکثر ذمہ دار حضرات کو ہے لیکن عملی قدم اجتماعی طور پر نہیں اٹھایا جاتا۔ محدث جلیل حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ نے مدارس کے نصاب میں تبدیلی کے موضوع پر ایک انتہائی جامع اور مدلل مقالہ لکھا اور ہر ہر پہلو پر بحث کی، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حضرت بنوریؒ اس وقت بحیثیت صدر وفاق المدارس ان تبدیلیوں کو پورے ملک میں نافذ کرتے ۔لیکن ملک تو کیا اپنے مدرسہ میں بھی نافذ نہ کر سکے ۔ممکن ہے کہ انہیں کچھ رکاوٹیں پیش آ گئیں ہوں اور وہ بے بس ہو گئے ہوں ۔لیکن سوال تو یہ ہے کہ آخر ہم کب تک فکر انگیز تقاریر ومباحث پر اکتفا کریں گے؟ عمل کب ہوگا؟ دو چار انفرادی مثالیں اس سوال کا جواب نہیں ہیں ۔سوال تو اجتماعیت کا ہے ۔آخر بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟ ہم اپنے پر طاری جمود کی وجہ سے حکومت کو مداخلت کا جواز کیوں فراہم کر رہے ہیں اور کب تک فراہم کرتے رہیں گے؟ یہ سوال وفاق المدارس العربیہ ملتان اور دینی مدارس کے ارباب بست وکشاد کی یکساں توجہ کا مستحق ہے۔ (تبصرہ: مولانا مشتاق احمد)

نام کتاب: آخری صلیبی جنگ (حصہ سوم)

مصنف: عبدالرشید ارشد قیمت: ۱۰۰ روپے/ النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

حضرت سیدنا حذیفہؓ بن یمان کا عجب ذوق تھا کہ دوسرے صحابہ کرامؓ، حضور اکرم ﷺ سے خیر کے متعلق دریافت کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ سے شر کے متعلق سوال کرتے تھے تاکہ اس سے بچنے کا سامان کیا جا سکے۔ امت محمدیہ میں ہر دور میں اس حذیفی ذوق کے حامل لوگ رہے ہیں ۔دور حاضر میں برصغیر پاک و ہند میں جناب اسرار عالم (انڈیا) مولانا زاہد الراشدی ودیگر بہت حضرات اس حذیفی ذوق کے حامل ہیں۔ زیر نظر کتاب کے مصنف جناب عبدالرشید ارشد صاحب بھی اسی سلسلۃ الذہب سے تعلق رکھتے ہیں ۔یہ حضرات نئے نئے رونما ہونے والے مقامی ،ملکی اور عالمی فتنوں سے صرف خود ہی آگاہی نہیں رکھتے دوسروں کو بھی آگاہ کرنے اور جھنجھوڑنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جزاھم اللہ تعالیٰ ،احسن الجزاء۔ آخری صلیبی جنگ حصہ سوم اس وقت ہمارے پیش نظر ہے ۔اس گراں قدر کتاب میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی، اس کا پس منظر، انسداد دہشت گردی کے بہانے ،امریکہ کا اسلامی دنیا پر تسلط ،امریکہ کی عیاری ومکاری اور مسلمانوں کی مجرمانہ غفلت اور سادہ لوح جیسے موضوعات پر مدلل اور پُر اثر گفتگو کی گئی ہے۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس کتاب کے تینوں حصے عربی اور انگریزی میں بھی شائع ہوں۔ مسلمانوں کے ہر شعبہ کے بااثر افراد اس کتاب کو پڑھیں اور یہودی وسامراجی گٹھ جوڑ سے بچنے کی تدبیریں سوچیں ۔

صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

(تبصرہ: مولانا مشتاق احمد)

کتاب: ''پنجابی کلیات''

مؤلف: عبدالمجید خان ساجد/ کلام: میاں محمد ابراہیم خان عشق حق

مطبع: ادارۂ تحقیق وادب، عثمان آباد۔ملتان/ قیمت: ۱۵۰ روپے/ صفحات: ۱۴۴

''پنجابی کلیات'' میاں محمد ابراہیم خان عشق حق دیاں نظماں دا مجموعہ اے تے اے مشہور ادیب، شاعر تے ماہر اقبالیات جناب عبدالمجید خان ساجد ہوراں دی کاوش دا اک خوبصورت نتیجہ اے۔ سوہنی گیٹ اپ، ہلکے رنگاں وچ چھاپیا گیا ٹائٹل، بڑا جاذب نظر جاپدا اے۔ میاں عشق حق ہوراں دیاں نظماں نوں سولہ حصّیاں وچ تقسیم کیتا گیا اے، تے ہر حصّہ اک توں اک ودھ دل چسپ تے انوکھے خیالات نال بھرواں تے دل کش اے۔ نوی نویکلیاں تراکیباں، خوبصورت تشبیہاں تے محاورے برمحل استعمال کیتے گئے نے۔

میاں عشق حق دی شاعری وچ سلاست تے روانی پائی جاندی اے۔ او بڑے آسان پیرائے وچ، معاشرے دیاں برائیاں بیان کردے نے تے جگہ جگہ دل کھچ لین والیاں گلاں کردے چلے جاندے نے۔ ایدھے وچ دل چسپ واقعات، کہانیاں، آپ بیتیاں دے نال نال، حق سچ دا بڑی دلیری نال پرچار کیتا گیا اے۔ جہاں توں قاری متاثر ہویاں بغیر نہیں رہندا۔ شاعری دے حوالے نال عشق حق ہوراں دے کلام وچ، چستی، بندش تے لفاظی، تعریف دے قابل اے جدے وچ قاری نوں، کدھرے وی کوئی جھول نظر نہیں آندا۔ آدمی کہندا اے جے اگو بیٹھک وچ ایسی کتاب نوں پڑھ چھڈے! اے کتاب پنجابی ادب وچ بہر حال! اک قیمتی وادھا اے۔ ایسی مجموعے وچوں، نمونے دے طور تے کجھ شعر قارئین دی نذر کیتے جاندے نے!

بعد از خدا ہے بزرگ بر تر، آنجنابؐ، جناب شفیق سچے
پھیر غازیاں، عالماں، عادلاں تھیں، علیؓ عمرؓ عثمانؓ صدیقؓ سچے
بلکہ کُل اصحاب رسولؐ دے جی، مومن تابعدار، رفیق سچے!
عشقِ حق! توحید دے بحر اندر، تیرے چمکدے سخن، عقیق سچے

تیری سخت سُنیڈری سَس کُڑے — تُوں پچھوں جس دے دَس کُڑے
اوتھے ہووے گی پُچھ دَس کُڑے — دَس کیہہ کرسیں، اظہار کُڑے

پڑھ کلمہ، استغفار کُڑے
بن شوہ دی تابعدار کُڑے

آ دیور، جیٹھ بُلاون گے! — تینوں خُوب طرح آزماون گے
بن ہیبت ناک ڈراون گے — مت جاویں بازی ہار کُڑے!

(تبصرہ: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)

پروفیسر تاثیر وجدان

امیر شریعت رحمہ اللہ

احرارِ پاک و ہند کے اے رہبرِ عظیم
اے کاروانِ صدق کے سالارِ بے مثال
گم گشتگانِ دشت کو آخر ملا اگر
تیرے ہی نقشِ پا سے ملا جادۂ کمال
ٹوٹا تری ہی ضرب سے بت خانۂ فرنگ
تھا زلزلہ فگن تری آواز کا جلال
تیرے علم کے سائے میں جاری سفر کے بعد
قدموں نے پائی منزلِ آزادیٔ وطن
دار و رسن سے عہد وفا تھی تیری حیات
ترے جنوں کو بند و سلاسل کی تھی لگن
اے منفرد خطیب ، تیری آتشِ نوا
جامد رگوں میں بھر گئی احساس کی جلن

تحریک حریت کے اے معمارِ اوّلیں
تیرے عظیم عزم پر بڑھتے چلے گئے
منزل کی سمت لشکر احرار دم بدم
تیرا خلوص بانگِ جرس تھا کہ جس کے بعد
افرادِ قافلہ ہوئے ہم جادہ ہم قدم
اے بے مثل مجاہد جانباز و سرفروش
تو جا چکا مگر تیرے احرار کی سپاہ
ہے آج بھی کھڑی سرِ میداں کفن بدوش
ہیں وارثانِ فقرِ رسولِ گلیم پوش
یہ اہلِ فقر روشنی ہے جن کی خرقہ پوش

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن ،سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

سید کاشف گیلانی

ہم نے تو زیست اپنی بسر کی اَنا کے ساتھ

ظالم کرے جو ظلم کسی بے خطا کے ساتھ
دیتا نہیں میں اس کا کبھی مسکرا کے ساتھ

دیوانگانِ عشق کی ہمت تو دیکھئے
مقتل کو جا رہے ہیں مگر کس ادا کے ساتھ

گزرا ہوں بارہا میں عروج و زوال سے
کافر نہیں جو شکوہ کروں میں خدا کے ساتھ

بن جاتا ہے تماشا وہ دنیا کے سامنے
کرتا ہے دل کی بات جو ہر آشنا کے ساتھ

یہ زیست مجھے پوچھ کے بنتی جو ہم سفر
چلتا نہ دو قدم بھی میں اس بے وفا کے ساتھ

ہو جائے گی حضورِ خدا ہر دعا قبول
درکار ہے خلوص و محبت دعا کے ساتھ

میدانِ حشر میں بھی وہی کامیاب ہے
چلتا رہا حضورؐ کے جو نقشِ پا کے ساتھ

میں نے بلند کی جو صدا ظلم کے خلاف
اٹھی ہے ایک بھی نہ صدا اس صدا کے ساتھ

ہوتا ہے اپنے وقت پہ ہر زخم مندمل
کر لے مریض صبر ذرا سا دوا کے ساتھ

آخر گئے سکندر و دارا بھی خالی ہاتھ
لے جا سکا نہ کوئی بھی دولت کما کے ساتھ

ایسا لگا کہ جیسے کھلا ہو درِ بہشت
جسمِ نبیؐ کی آئی جو خوشبو صبا کے ساتھ

آواز یوں اٹھا کہ دہل جائیں عرش و فرش
رکھتا ہوں اختلاف دلِ بے نوا کے ساتھ

ڈرتا ہے کیوں سفر کی اذیت سے راہرو
تجھ کو تو ربطِ خاص ہے کرب و بلا کے ساتھ

ماں باپ جب گئے تو یہ احساس تب ہوا
سب کچھ گنوا چکا ہوں میں ان کا گنوا کے ساتھ

شاہوں کے آگے جھک گئے کاشفؔ وہ اور تھے
ہم نے تو زیست اپنی بسر کی انا کے ساتھ

محاسبہ قادیانیت کی تاریخ میں مجلس احرار اسلام کا کردار مرکزی حیثیت کا حامل ہے (پروفیسر خالد شبیر احمد)

پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان قادیانیوں نے پہنچایا (مولانا زاہد الراشدی)

مسلمان اور قادیانی ایک ساتھ نہیں چل سکتے (پروفیسر ابوالکلام صدیقی)

قادیانی یہود و نصاریٰ کے تنخواہ دار ایجنٹ ہیں (سید محمد کفیل بخاری)

قادیانیوں کے دجل و تلبیس اور گمراہی سے بچانے کے لیے تمام مذہبی طبقات کو ایک ہو جانا چاہیے (مولانا محمد مغیرہ)

قادیانی، مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر صیہونی و صلیبی مقاصد و عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں (طاہر عبدالرزاق)

(مرکزی دفتر احرار لاہور میں تین روزہ ''ردّ قادیانیت کورس'' میں مقررین کا خطاب)

لاہور (۴ رستمبر) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام تین روزہ سالانہ ''ردّ قادیانیت کورس'' دفتر احرار میں منعقد ہوا۔ جس کی مختلف نشستوں میں، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، ممتاز سکالر پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور طاہر عبدالرزاق نے خطاب کیا۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ محاسبہ قادیانیت کی تاریخ میں مجلس احرار اسلام کا کردار ایک مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ انسانی حقوق کے تحفظ کی آڑ میں سرکاری سرپرستی میں این جی اوز جو کھیل کھیل رہی ہے، وہ ملک کے نظریاتی و اسلامی تشخص کی تباہی کا کھیل ہے۔ قادیانی اسلامی تعلیمات کو قادیانیت کی طرف منسوب کر کے اسلام کو بے وقعت کرنا چاہتے ہیں۔ بعض سیاسی قوتیں قادیانیوں کو تحفظات فراہم کر رہی ہیں۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ عالمی طاقتیں قادیانیوں کو ہتھیار کے طور پر مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں۔ خارجی اور داخلی سطح پر پاکستان کو سب سے زیادہ نقصان قادیانیوں نے پہنچایا۔ ہمیں ہر سطح پر قادیانیوں کی دین اور ملک کے خلاف سازشوں اور سرگرمیوں کو ناکام بنانا ہوگا۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مذہب کی بنیاد جھوٹ، دھوکہ اور فریب پر ہے۔ قادیانی یہود و نصاریٰ کے تنخواہ دار ایجنٹ ہیں۔ وہ مذہب کی آڑ میں مسلمانوں میں ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دے گی۔ ممتاز سکالر پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مخبر صادق بھی تھے۔ آپ نے ختم نبوت کے اعلان کے ساتھ اپنے بعد جھوٹے مدعیانِ نبوت کی بھی خبر دی تھی جو سچ اور حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا شخص تھا جس نے رداء ختم نبوت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی مگر عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان اور قادیانی ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ طاہر عبدالرزاق نے کہا کہ قادیانی اسلام اور وطن کے غدار ہیں۔ وہ حضور علیہ السلام کے وفادار نہیں تو مسلمانوں اور وطن کے وفادار کیسے ہو سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات اور دہشت گردی کے پس منظر میں بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر صیہونی و صلیبی مقاصد و عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں۔ مسلمان متحد ہو کر اسلام اور وطن کے دفاع کی جدوجہد کریں۔ جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ مسلمانوں کو قادیانیوں کے دجل و تلبیس اور گمراہی سے

بچانے کے لیے تمام مذہبی طبقات کو ایک ہو جانا چاہیے۔ انہوں نے قادیانیوں کے مغالطوں کو طشت از بام کیا اور شرکاء کے سوالات کے تفصیلی جوابات بھی دیئے۔

قادیانی فتنے کا تعاقب نہ ہوتا تو آج یہ ملک کفر و ارتداد کی لپیٹ میں ہوتا (سید عطاء المہیمن بخاری)

مجلس احرار نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور آزادی کیلئے جو جنگ لڑی وہ ہمارا قومی و تاریخی ورثہ ہے (نوابزدہ نصر اللہ خان)

(سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' سے مقررین کا خطاب)

لاہور (۷؍ستمبر) لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے ملک بھر میں ''یوم تحفظ ختم نبوت'' جوش و خروش اور تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر اجتماعات اور سیمینارز منعقد ہوئے، جن میں اس تاریخ ساز فیصلے کے پس منظر پر روشنی ڈالی گئی اور شہدائے ختم نبوت، علماء حق اور اکابر احرار کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اس سلسلہ میں، دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں عظیم الشان ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' منعقد ہوئی، جس میں مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ قادیانی اسلام دشمنوں کا سب سے بڑا گروہ ہے جو اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔ لیکن ختم نبوت کے پروانے ان کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ قادیانیت کسی بھی روپ میں دنیا میں جہاں بھی پنجے گاڑنے کی کوشش کرے گی، اس کا تعاقب کیا جائے گا اور ہر سطح پر ان کا سد باب کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شکست ہمیشہ کی طرح آئندہ بھی ان کا مقدر ہوگی۔ مقررین نے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں حکمران طبقہ قادیانی سازشوں اور ان کی تبلیغی کوششوں کا نوٹس لے اور آئین پاکستان کے مطابق سخت اقدامات کرے۔ مقررین نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کا مشن اسلامی نظام کے نفاذ اور فتنہ قادیانیت کے خاتمے تک جاری رہے گا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے ۱۹۵۳ء میں دس ہزار فدایانِ توحید و ختم نبوت نے اپنے سینے گولیوں سے چھلنی کروائے۔ قادیانی فتنے کا تعاقب نہ ہوتا تو آج یہ ملک کفر و ارتداد کی لپیٹ میں ہوتا۔ حکمران قادیانیوں کو تحفظ فراہم کر نا ملت اسلامیہ سے غداری کے مترادف ہے۔ بزرگ سیاستدان نواب زادہ نصر اللہ خان نے کہا کہ عالم اسلام سے پاکستان کو الگ کر کے ''سب سے پہلے پاکستان'' کی بات کرنے والے حکمران کون سے پاکستان کی بات کر رہے ہیں۔ موجود حکومت کو عوامی تائید حاصل نہیں۔ اس لیے امریکہ کی فرمانبرداری میں سبقت لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنہ ملت اسلامیہ سے جہاد کی روح نکالنے کے لیے انگریزوں نے پیدا کیا۔ آج بھی تمام کفریہ طاقتیں قادیانیوں کو ملت اسلامیہ کے خلاف مہرے کے طور پر استعمال کر رہی ہیں۔ مجلس احرار اسلام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور آزادی کے لیے جو جنگ لڑی وہ ہمارا قومی اور تاریخی ورثہ ہے۔ کشمیر کی آزادی سے ہمارا پون صدی کا تعلق ہے۔ مجلس احرار اسلام نے سب سے پہلے ڈوگرہ استبداد کے خلاف آواز بلند کی، ہم کشمیر کو پاکستان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ افغانستان کے ساتھ ہمارے تاریخی، مذہبی اور سماجی تعلقات ہیں اور رہیں گے۔ عالم اسلام کی آزمائش کے اس دور میں، مرزا غلام قادیانی سے لے کر اب تک قادیانیوں نے ملت اسلامیہ کو جہاد و شہادت سے الگ کرنے کی

کوشش کی یہی اس فتنہ کی وجہِ تخلیق تھی اور آج بھی قادیانی ٹولہ مسلمانوں کو جہاد کی راہ سے ہٹانے کے در پے ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ آج ہماری حکومت بھارتی مکر و فریب کو سمجھے بغیر بالواسطہ طور پر جہاد کشمیر کو دہشت گردی تسلیم کر چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ محض الزام تراشی نہیں، مجاہدین پر پابندیاں لگانا اور ان کے قائدین کو گرفتار کرنا بھارتی مؤقف کی حمایت نہیں تو اور کیا ہے کہ آج بھی بعض سیاسی جماعتیں قادیانیت نوازی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ اور جنرل مشرف کے پرنسپل سیکرٹری طارق عزیز الیکشن کے لیے ایک سیاسی جماعت میں قادیانی لابی کو مضبوط کر رہے ہیں۔ کانفرنس سے چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مسلم لیگ (ن) کے احسن اقبال، مولانا محمد یوسف احرار، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، محمد رفیق غوری، مولانا اللہ وسایا قاسم، مولانا عبدالنعیم نعمانی اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

مجلس احرار اسلام نے متحدہ مجلس عمل کی حمایت کا اعلان کر دیا

(مجلس شوریٰ کے اجلاس میں فیصلہ)

لاہور (۸ر ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ ملکی و بین الاقوامی حالات اور عالم اسلام کو درپیش خطرات کو مدنظر رکھتے ہوئے متحدہ مجلس عمل کی حمایت کرے گی۔ یہ فیصلہ جماعت کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر صدارت منعقدہ مجلس شوریٰ ایک اجلاس میں کیا گیا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ متحدہ مجلس عمل نے جس پالیسی اور منشور کا اعلان کیا ہے وہ ملک کے موجودہ سیاسی حالات میں انتخابی عمل میں حصہ لینے والی دیگر سیاسی جماعتوں کی پالیسی اور جاری کردہ منشور کی نسبت ہمارے لیے قبول ہے۔ اس لیے مجلس احرار اسلام ملک میں ہونے والے آئندہ انتخابات میں اپنے تحفظات کے ساتھ متحدہ مجلس عمل کی حمایت کا اعلان کرتی ہے۔ تاہم اگر کسی حلقہ میں کسی امیدوار کا قول و فعل قرآن و سنت اور اسوۂ صحابہؓ سے متصادم ہو تو ایسی اطلاع ملنے پر مجلس احرار اسلام متبادل فیصلہ کرے گی۔ اگر کسی حلقہ میں کوئی قابل اعتراض امیدوار متحدہ مجلس عمل کے ٹکٹ پر یا کوئی قادیانی کسی بھی جماعت سے کھڑا ہو تو اس کی اطلاع مرکز کو دے کر مرکزی ہدایات کے مطابق اس خاص حلقہ میں کام کیا جائے، اس ضمن میں مزید معلومات کے لیے مرکزی دفتر سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے عراق پر امریکی دہشت گردی کو پورے عالم اسلام کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیا گیا ہے۔ اجلاس میں مولانا حق نواز شہیدؒ کے فرزند مولانا اظہار الحق کے سانحہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے حکومت کی نااہلی قرار دیا اور کہا گیا کہ یہ ملکی حالات کو مزید ابتر کرنے کی شعوری کوشش ہے۔ اجلاس میں سرکاری حلقوں میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور اسے ملکی سلامتی کے حوالے سے انتہائی تشویشناک قرار دیا گیا۔

☆ جماعت کے مرکزی حسابات مجلس شوریٰ کے اجلاس میں پیش کیے گئے، جنہیں متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ البتہ حساب کو دیکھنے کے لیے ایک تین رکنی کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے۔

☆ مرکز کو مضبوط کرنے کے لیے مرکزی فنڈ قائم کر دیا گیا ہے جس میں مختلف شاخوں نے سالانہ عطیات لکھوائے ہیں۔ جو شاخیں نہیں لکھوا سکیں وہ بھی فوراً سالانہ عطیات طے کر کے مرکز کو اطلاع کریں۔ نیز ۳۱ر دسمبر تک یہ عطیات مرکز کو پہنچائیں۔

اجلاس میں مرکزی نائب امیر محترم چودھری ثناء اللہ بھٹہ، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری ،عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، مولانا محمد یوسف احرار، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، مولانا محمد مغیرہ، شفیع الرحمٰن احرار، صوفی غلام رسول نیازی، فیض الحسن فیضی ایڈووکیٹ، مولانا عبدالنعیم نعمانی، صوفی عبدالشکور، مولانا فقیر اللہ، حکیم عبدالغفور جالندھری، صوفی نذیر احمد سمیت دیگر اراکین شوریٰ نے شرکت کی۔

قادیانی ووٹروں کی تعداد اتنی قلیل ہے کہ وہ کسی جماعت کے نتائج کو متاثر نہیں کر سکتے

(عبداللطیف خالد چیمہ کا بی بی سی کی رپورٹ پر ردِ عمل)

ساہیوال (۱۴ ستمبر) مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے بی بی سی کی اس رپورٹ کو انتہائی مضحکہ خیز اور خلافِ واقعہ قرار دیا ہے کہ ’’۲۰ لاکھ سے ۲۵ لاکھ تک قادیانی آئندہ الیکشن میں ووٹ کاسٹ نہیں کریں گے‘‘۔ خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانیوں کی جانب سے انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان اقوام عالم اور پاکستانی شہریوں کو گمراہ کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ حالانکہ قادیانی اپنی متعینہ آئینی و دستوری مشیت تسلیم نہ کر کے بغاوت پر مبنی مؤقف اپنائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانی ووٹروں کی تعداد کا اعلان سرکاری طور پر کرے تاکہ حقیقت حال واضح ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ووٹروں کی تعداد اتنی قلیل ہے کہ وہ کسی جماعت کے نتائج کو متاثر نہیں کر سکتے۔

طالبان کی مظلومانہ شہادت میں امت مسلمہ کی حیات مضمر ہے (سید عطاء المہیمن بخاری)

حکمران قادیانیوں کو پناہ دے کر ملکی سلامتی کے خلاف خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں (مولانا اللہ وسایا)

معاشرے اور مولوی کے باہمی تعلق کو ختم کرنا امریکہ کے بس کا روگ نہیں (مولانا زاہد الراشدی)

شہداء ختم نبوت کی طرح شہداء امارت اسلامی افغانستان کا خون بے گناہی رنگ لا کر رہے گا (عبداللطیف خالد چیمہ)

(جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں عظیم الشان اجتماع سے مقررین کا خطاب)

ساہیوال (۱۴ ستمبر) ملک کی قدیم و معروف دینی درسگاہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا تین روزہ سالانہ جلسہ منعقد ہوا ۔جلسہ کے شب و روز سات عظیم الشان اجتماع منعقد ہوئے، جس میں مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور پاکستان شریعت کونسل کے قائدین سمیت ملک بھر سے جید علماء کرام اور دانشوروں نے خطاب کیا۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اہل حق پر آزمائش بھی ان کے ایمان و تقویٰ کی سطح کے مطابق آتی ہے۔ طالبان کی مظلومانہ شہادت میں امت مسلمہ کی حیات مضمر ہے۔ ہم نے جس عقیدے کی جنگ لڑی ہے اُسی پر موت نصیب ہو جائے تو یہ خوش نصیبی اور کامیابی ہوگی ۔انہوں نے کہا کہ بش کا یہ کہنا کہ ’’امریکہ کی جنگ اسلام کے خلاف نہیں بلکہ دہشت گردی کے خلاف ہے۔ سراپا جھوٹ و منافقت اور فراڈ ہے۔ اصل جنگ ہی اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کے عنوان سے پراپیگنڈے کے زور پر مسلمانوں کو بدنام کیا جا رہا ہے، جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ دنیا اسلام کے سیاسی و معاشی اور سماجی

انصاف کی برکات سے محروم رہے اور انسان دشمن استحصالی طاقتیں اپنا جال بدل بدل کر مذموم کھیل کھیلتی رہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ جامعہ رشیدیہ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جو قربانیاں دیں وہ ہماری دینی و قومی تاریخ کا روشن باب ہے۔ حکمران قادیانیت کو پناہ دے کر ملکی سلامتی کے خلاف خطرناک کھیل، کھیل رہے ہیں۔ سید امیر حسین گیلانی نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتب فکر کا یکجا ہو کر الیکشن لڑنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے علمبردار اسلام دشمن اور امریکہ نواز قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ اقوام متحدہ اور اس کے ذیلی اداروں کی ترجیحات و مفادات اور امت مسلمہ کی ترجیحات و مفادات الگ الگ ہیں۔ عالمی استبداد کے شکنجے سے آزاد ہونے کے لیے ضروری ہے کہ عالم اسلام الہامی و آسمانی تعلیمات کی روشنی میں اپنا مؤثر لائحہ عمل طے کرے۔ انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود مدارس دینیہ گلی گلی بننا شروع ہو گئے ہیں۔ معاشرے اور مولوی کے باہمی تعلق کو ختم کرنا امریکہ کے بس کا روگ نہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اُسی ہزار ہمسائے افغانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے اور ان کے اتحادی کبھی چین کی نیند نہ سو سکیں گے۔ شہداء ختم نبوت کی طرح شہداء امارت اسلامی افغانستان کا خون بے گناہی رنگ لا کر رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ رشیدیہ کے بانی مولانا حبیب اللہ رشیدی مرحوم کے تعلیمی و تحریکی مشن کو زندہ رکھا جائے گا اور ملکی و عالمی سطح پر قادیانی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ مولانا بشیر احمد شاد نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کے اتحاد سے سیکولرازم کا راستہ روکا جائے گا اور ٹرین مارچ کے بعد اب روڈ مارچ کیا جائے گا۔ قاری عبدالحئی عابد نے کہا کہ مدارس پر پابندیاں لگانے والے اور فرعون و نمرود کا کردار ادا کرنے والے ان کا انجام بد کو بھی یاد رکھیں۔ مولانا محمد رفیق جامی نے کہا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ قریب تر ہے۔ مولانا عطاء الرحمٰن شہباز نے کہا کہ ناموس صحابہؓ کے تحفظ کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا، ہم عزیمت کے راستے کے مسافر ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ موجودہ دورِ حکومت میں سرکاری حلقوں میں قادیانیوں کا اثر و نفوذ بڑھ چکا ہے۔ مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء نے کہا کہ طاغوت اور اہل حق کی جنگ ازل سے ابد تک رہے گی۔ مولانا محمد انور شاہ بخاری، مولانا محمد اسلم ندیم، حافظ یٰسین گجر، حافظ غلام رسول، قاری عبدالغنی، مولانا عبدالباقی، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری سعید بن شہید، طارق حفیظ، حافظ محمد اکرم احرار، ساجد حفیظ سمیت دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ جبکہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا حمید اللہ جان اور قاری عبدالحئی عابد نے طلبا میں اسناد تقسیم کیں۔ اجتماع کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامعہ پہنایا جائے، سود ختم کیا جائے، مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، قادیانی جماعت پر پابندی لگائی جائے۔ جلسہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر عمل درآمد کی صورت حال کو انتہائی غیر تسلی بخش قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر سمیت پورے ملک میں قانون پر عمل درآمد کرایا جائے۔ جلسہ میں شہداء ختم نبوت ساہیوال قاری بشیر احمد حبیب اور اظہر رفیق کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

سپریم کورٹ نے شہداء جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے قاتلین کے وارنٹ جاری کر دیئے

اسلام آباد (۱۹ رستمبر) سپریم کورٹ کے جسٹس قاضی محمد فاروق کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے ساہیوال کے دو مسلمانوں کے مقدمۂ قتل کے پانچ قادیانی ملزمان کے وارنٹ جاری کر دیئے ہیں۔ استغاثہ کی طرف سے چودھری علی محمد ایڈووکیٹ

نے پیروی کی جبکہ مقدمہ کے مدعی عبداللطیف خالد چیمہ بھی موجود تھے۔عدالت عظمیٰ نے پانچوں قادیانی ملزمان الیاس منیر، محمد دین، حاذق رفیق، نثار اور عبدالقدیر کو آئندہ تاریخ پیشی پر حاضر ہونے کا حکم جاری کیا ہے۔تفصیلات کے مطابق ۲۶/اکتوبر ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں نے مسلح ہو کر جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے استاد اور مجلس احرار اسلام کے صدر قاری بشیر احمد حبیب اور طالب علم رہنما اظہر رفیق کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔سپیشل ملٹری کورٹ نمبر ۶۲ ملتان نے مقدمہ کی طویل سماعت کے بعد دو قادیانیوں کو سزائے موت اور چار کو عمر قید کی سزا سنائی تھی۔سزائے موت کا ایک قیدی ساہیوال جیل میں ہی مر گیا تھا جبکہ بے نظیر بھٹو کے دورِ حکومت میں ملٹری کورٹ کی طرف سے سنائی گئی سزاؤں کو تحفظ کے باوجود لاہور ہائی کورٹ نے تخفیف کر کے تمام ملزمان کو رہا کر دیا تھا۔شہداء ختم نبوت کیس کے مدعی اور مجلس احرار اسلام کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کی طرف سے لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی تھی، قریباً سات سال کے بعد سپریم کورٹ نے ۱۹/ستمبر کو پانچوں قادیانیوں کے وارنٹ جاری کیے ہیں۔

ننگے سر نماز پڑھنے کی ممانعت

☆**مولانا ثناء اللہ امرتسری** (اہلحدیث) کا فتویٰ: ''نماز کا مسنون طریقہ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالدوام (زندگی بھر) ثابت ہے۔یعنی بدن پر کپڑا اور سر ڈھکا ہوا ہو، پگڑی یا ٹوپی سے''۔(بحوالہ ''فتاویٰ ثنائیہ، جلد ا، صفحہ ۲۲۵)

☆**مولانا سید داؤد غزنوی**ؒ (اہلحدیث) کا فتویٰ: ''ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جبکہ کپڑوں کی قلت تھی۔اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بصراحت یہ مذکور ہو کہ نبی کریم ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد میں اور وہ بھی باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائیکہ معمول بنالیا ہو۔اس لیے اس بد رسم کو، جو پھیل رہی ہے، بند کرنا چاہیے''۔(بحوالہ ماہنامہ ''الاعتصام'' جلد ۱۱، شمارہ ۱۸)

☆**مولانا محمد امین سلفی** (سابق امیر جمعیت اہلحدیث) کے فتاویٰ: ''غرض کسی حدیث شریف سے بلا عذر ننگے سر نماز کی عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔محض بے عملی یا کسل (سستی) کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے، بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں...... کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز پڑھنا یا ضد سے ہوگا یا قلتِ عقل سے۔نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ تجمل سے نماز پڑھنا مستحب ہے اور مسنون ہے۔خذوا زینتکم کی آیت سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے''۔(بحوالہ فتاویٰ علماء اہلحدیث، صفحہ ۲۸۸)

☆**مولانا عبدالغفار** (اہلحدیث) کا فتویٰ: ''ٹوپی یا عمامہ سے پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے۔کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب و زینت ہیں''۔(بحوالہ ''فتاویٰ ستاریہ'' جلد ۳، صفحہ ۵۹)

سالانہ "تحفظ ختم نبوت کانفرنس" ردّ قادیانیت کورس کی آڈیو کیسٹیں

1۔حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری	قرآن مسلمانوں کا دستور	C90
2۔مولانا زاہد الراشدی مدظلہ	عقیدہ ختم نبوت عالمی تناظر میں	C60
3۔// //	ذکری فرقے کے عقائد و نظریات	C60
4۔خطیبِ احرار مولانا محمد مغیرہ	حیاتِ عیسیٰ پر سوال و جواب	C90
5۔پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی	عقیدہ ختم نبوت، قرآن وحدیث کی روشنی میں	C60
6 // // //	//	C60
7۔ جناب طاہر عبدالرزاق	ہم ختم نبوت کا کام کیسے کریں؟	C90
8۔ پروفیسر خالد شبیر احمد	احرار اور محاسبۂ قادیانیت	C90
9۔ جناب نوابزادہ نصراللہ خان/سید محمد کفیل بخاری/عبداللطیف خالد چیمہ		C60
10۔مولانا امجد خان/ جناب احسن اقبال/ جناب رفیق غوری		C90
جناب چودھری ثناء اللہ بھٹہ/مولانا محمد یوسف احرار/ راؤ عبدالنعیم نعمانی		

نوٹ: مکمل سیٹ کی خریداری پر ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوں گے

قیمت مکمل سیٹ (پاکستانی کیسٹ:-/275روپے)/ جاپانی کیسٹ:-/450روپے

رابطہ

☆ بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

☆ صدائے احرار 69/C۔ حسین سٹریٹ، وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن، لاہور فون: **042-5865465**

الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشنگ سسٹم عاتکہ پرنٹرز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمیں طباعتی کام کا ادراک حاصل ہے اور معیار و دیانت داری کے اصول کو بنیاد بنا کر جدید ترین رنگین و سادہ چھپائی کیلئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔

کتب | رسائل | میگزین | ماہنامے

عربی انگریزی اردو زبان میں جدید ترین کمپیوٹر سسٹم پر ڈیزائن اور طبع ہونے کا قابلِ اعتماد اہتمام موجود ہے

الکتاب گرافکس کمپیوٹر پبلشنگ سسٹم عاتکہ پرنٹرز

پل شوالہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان Ph:061-584604

E-mail:maisoon@paknet.com

بہاء الحق پرنٹرز

کلرز کی دنیا میں واحد نام، 4 کلر، جدید ترین پرنٹنگ اور کمپیوٹر آرٹ ڈیزائننگ کے لئے نام ہی کافی ہے

بہاء الحق پرنٹرز پل شوالہ ملتان فون: 0303-6669953

تبلیغ واصلاح، سیاست اور شخصیات پر نئی کتابیں

خطباتِ شورش

بے باک صحافی، شعلہ نوا خطیب، مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ
کے ہنگامہ خیز خطبات کا پہلا مجموعہ (ترتیب وتدوین: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی)

دروسِ حرم

(مکمل تین جلد) زیرِ طبع

الشیخ محمد خیر محمد مکی حجازی مدظلہ

کے حرم مکہ میں دیئے گئے اصلاحی، علمی اور تحقیقی دروس کا مجموعہ

سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہما

ایک مظلوم شخصیت، حقائق کے آئینے میں

حکیم محمود احمد ظفر

قیمت -/15 روپے

شاعر احرار خواجہ عبدالرحیم عاجزؔ

(احوال وکلام)

ایک تاریخی دستاویز مطبوعہ وغیر مطبوعہ کلام

تحقیق: ڈاکٹر شاہد کاشمیری

قیمت: -/200 روپے

فتنہ جمہوریت

زیرِ طبع

قرآن وحدیث اور تاریخی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے
کہ جمہوریت اسلام کے مقابلے میں شیطانی نظام ہے

حکیم محمود احمد ظفر

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی۔ ملتان فون: 061-511961

Designed by: Al-Kitab Graphics Pul Shiwala Multna. Ph:061-584604